ISSN: 2410-9843

مسلسل اشاعت کے 23 سال

www.muqaami.pk

MONTHLY **Muqaami Hakoomat** LAHORE

چیف ایڈیٹر ڈاکٹر بلال ظفر

مینیجنگ ایڈیٹر نعیم ثاقب

ماہنامہ مقامی حکومت لاہور

273 | جلد نمبر 23 | شمارہ نمبر 09 | جون 2026ء

پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام

304 ارب روپے کی خطیر رقم سے پنجاب کے 52 شہروں کی جدید، پائیدار اور خوبصورت تشکیل کا تاریخی منصوبہ

نعیم ثاقب

وزیراعلیٰ پنجاب مریم نواز شریف کی جانب سے شروع کیا جانے والا پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام صوبے کی شہری ترقی کے لیے ایک غیر معمولی اور جامع اقدام ہے، جس کا مقصد پنجاب کے شہروں کو جدید بنیادی سہولیات، بہتر شہری منصوبہ بندی اور پائیدار ترقی کے اصولوں کے مطابق تبدیل کرنا ہے۔ 304 ارب روپے سے زائد مالیت کے اس بڑے ترقیاتی پروگرام کے تحت پنجاب کے 52 شہروں میں بنیادی شہری ڈھانچے کو اپ گریڈ کیا جائے گا تاکہ عوام کو بہتر معیارِ زندگی، صاف ستھرا ماحول اور مؤثر شہری خدمات فراہم کی جا سکیں۔ اس پروگرام کو "سوہنے شہر پنجاب دے" کے وژن کے تحت شروع کیا گیا ہے، جس کا مقصد پنجاب کے شہروں کو خوبصورتی، سہولت، تحفظ اور پائیداری کے اعتبار سے ایک نئی شناخت دینا ہے۔ پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام صرف روایتی ترقیاتی منصوبوں کا مجموعہ نہیں بلکہ یہ اربن ٹرانسفارمیشن کا ایک جامع منصوبہ ہے، جس کے ذریعے شہروں میں بنیادی سہولیات کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے گا۔ پروگرام کے تحت سڑکوں کی بہتری، نکاسی آب کے نظام کی اپ گریڈیشن، سیوریج نیٹ ورک کی توسیع، صاف پانی کی فراہمی، شہری ماحول کی بہتری، پارکس اور عوامی مقامات کی بحالی سمیت متعدد شعبوں میں کام کیا جائے گا۔ اس اقدام کا بنیادی مقصد شہری آبادی کو محفوظ، صحت مند اور بہتر سہولیات سے آراستہ ماحول فراہم کرنا ہے تاکہ پنجاب کے شہر مستقبل کے تقاضوں کو پورا کرنے کے قابل بن سکیں۔ پنجاب کے تیزی سے بڑھتے ہوئے شہری مراکز کو گزشتہ کئی برسوں سے پانی، سیوریج، نکاسی آب، صفائی اور دیگر بنیادی شہری خدمات کے حوالے سے مختلف چیلنجز کا سامنا رہا ہے۔ آبادی میں مسلسل اضافے، غیر منصوبہ بند شہری پھیلاؤ اور موسمیاتی تبدیلیوں کے اثرات نے شہری انفراسٹرکچر پر دباؤ بڑھا دیا ہے۔ پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام ان مسائل کے حل کے لیے ایک مربوط حکمت عملی پیش کرتا ہے، جس میں نہ صرف موجودہ مسائل کا ازالہ کیا جائے گا بلکہ مستقبل کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے شہری منصوبہ بندی بھی کی جائے گی۔ اس پروگرام کا ایک اہم جزو پینے کے صاف پانی کی فراہمی اور سیوریج کے نظام کی بہتری ہے۔ جدید اور مؤثر سیوریج نیٹ ورک شہری صحت عامہ کے لیے بنیادی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ ناقص نکاسی آب نہ صرف شہری زندگی کو متاثر کرتی ہے بلکہ بیماریوں کے پھیلاؤ اور ماحولیاتی مسائل کا بھی سبب بنتی ہے۔ پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام کے ذریعے سیوریج لائنوں کی بہتری، نکاسی آب کے نظام کو مضبوط بنانے اور بارش کے پانی کی بہتر مینجمنٹ کے لیے اقدامات کیے جائیں گے تاکہ شہری علاقوں میں پانی جمع ہونے اور اربن فلڈنگ کے مسائل میں کمی لائی جا سکے۔ پروگرام میں فائر سیفٹی اور شہری تحفظ کو بھی خصوصی اہمیت دی گئی ہے۔ بڑھتی ہوئی شہری آبادی اور بلند عمارتوں کے تناظر میں فائر ایمرجنسی سے نمٹنے کے لیے جدید سہولیات کا ہونا ناگزیر ہے۔ اسی سلسلے میں پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت مختلف شہروں میں 1421 فائر ہائیڈرنٹس کی تنصیب کا منصوبہ بھی شامل ہے، جو ہنگامی حالات میں فوری امدادی کارروائیوں کو مؤثر بنانے میں مددگار ثابت ہوگا۔ یہ اقدام شہری تحفظ کے نظام کو مضبوط بنانے اور عوامی جان و مال کے تحفظ کے لیے ایک اہم پیش رفت ہے۔ پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام کا دائرہ کار 15 اضلاع کے 52 شہروں تک پھیلا ہوا ہے، جس کے ذریعے بڑے شہروں کے ساتھ ساتھ درمیانے اور چھوٹے شہری مراکز کو بھی ترقی کے عمل میں شامل کیا جا رہا ہے۔ یہ پہلو اس پروگرام کو خصوصی اہمیت دیتا ہے کیونکہ ماضی میں اکثر ترقیاتی توجہ بڑے شہری مراکز تک محدود رہی، جبکہ چھوٹے شہروں کو بنیادی سہولیات کے حوالے سے مشکلات کا سامنا رہا۔ اس پروگرام کے ذریعے علاقائی توازن کو فروغ دینے اور پنجاب کے مختلف شہروں میں یکساں ترقی کے مواقع پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ منصوبہ شہری ترقی کے ساتھ ساتھ مقامی معاشی سرگرمیوں، روزگار کے مواقع اور مقامی معیشت کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کرے گا۔ بہتر سڑکوں، مؤثر شہری خدمات، صاف ماحول اور جدید انفراسٹرکچر سے نہ صرف شہریوں کے معیارِ زندگی میں بہتری آئے گی بلکہ کاروباری سرگرمیوں، سرمایہ کاری اور مقامی تجارت کو بھی فروغ ملے گا۔ ترقی یافتہ شہری انفراسٹرکچر کسی بھی خطے کی معاشی ترقی کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام اسی سوچ کے تحت ترتیب دیا گیا ہے۔ موسمیاتی تبدیلیوں کے موجودہ چیلنجز کے پیش نظر اس پروگرام میں ماحولیاتی پائیداری اور موسمیاتی تبدیلیوں کے اثرات کو برداشت کرنے کی صلاحیت میں بہتری (Resilience Climate) کو بھی اہمیت دی گئی ہے۔ بہتر نکاسی آب، پانی کے مؤثر استعمال، شہری سبزہ زاروں کی بہتری اور ماحول دوست شہری منصوبہ بندی کے ذریعے پنجاب کے شہروں کو مستقبل کے موسمیاتی خطرات سے نمٹنے کے قابل بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ وژن پنجاب کو صرف خوبصورت نہیں بلکہ محفوظ اور پائیدار شہروں کی جانب لے جانے میں مدد دے گا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب مریم نواز شریف کا یہ اقدام اس وژن کی عکاسی کرتا ہے کہ شہری ترقی صرف عمارتوں اور سڑکوں کی تعمیر تک محدود نہیں بلکہ عوام کو باوقار، محفوظ اور سہولتوں سے بھرپور زندگی فراہم کرنا اصل مقصد ہے۔ "سوہنے شہر پنجاب دے" کا تصور اسی سوچ پر مبنی ہے، جس میں جدید انفراسٹرکچر، بہتر میونسپل سروسز، صاف ماحول اور شہری سہولیات کو یکجا کر کے پنجاب کے شہروں کو ترقی یافتہ اور رہنے کے قابل بنایا جائے گا۔ پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام بلاشبہ صوبے کی شہری تاریخ میں ایک بڑے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ 304 ارب روپے سے زائد سرمایہ کاری، 52 شہروں کی ترقی، جدید شہری منصوبہ بندی اور عوامی سہولیات کی بہتری کے ذریعے یہ پروگرام پنجاب کے شہری منظرنامے کو تبدیل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اگر اس منصوبے پر شفافیت، مؤثر نگرانی اور بروقت تکمیل کے اصولوں کے تحت عمل درآمد کیا گیا تو یہ پنجاب کے شہروں کو نہ صرف خوبصورت بلکہ زیادہ محفوظ، فعال اور مستقبل کے تقاضوں سے ہم آہنگ بنانے میں ایک تاریخی کردار ادا کر سکتا ہے۔

> پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام صرف روایتی ترقیاتی منصوبوں کا مجموعہ نہیں بلکہ یہ اربن ٹرانسفارمیشن کا ایک جامع منصوبہ ہے۔

سندھ حکومت کا کراچی کو ایک مربوط، جدید اور عالمی معیار کا شہر بنانے کا خواب

عظیم پورہ فلائی اوور تا شاہراہِ بھٹو

> حالیہ دنوں میں سندھ حکومت کی جانب سے شہر کو ایک مربوط، جدید اور عالمی معیار کا میٹروپولیٹن شہر بنانے کے لیے جو اقدامات کیے گئے ہیں، ان میں عظیم پورہ فلائی اوور اور شاہراہِ بھٹو ایکسپریس وے جیسے میگا پراجیکٹس کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔

شہریار جنجوعہ

کراچی، جو کبھی روشنیوں کا شہر کہلاتا تھا، گزشتہ دو دہائیوں سے بنیادی ڈھانچے کی شدید کمی، ٹریفک کی بھیڑ اور منصوبہ بندی کی ناکامیوں کا شکار رہا ہے مگر حالیہ دنوں میں سندھ حکومت کی جانب سے شہر کو ایک مربوط، جدید اور عالمی معیار کا میٹروپولیٹن شہر بنانے کے لیے جو اقدامات کیے گئے ہیں، ان میں عظیم پورہ فلائی اوور اور شاہراہِ بھٹو ایکسپریس وے جیسے میگا پراجیکٹس کلیدی حیثیت رکھتے ہیں، اور یہ منصوبے نہ صرف شہر کی تصویر بدلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں بلکہ کراچی کو ایک اقتصادی راہداری میں تبدیل کرنے کا خواب بھی اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ عظیم پورہ فلائی اوور، جو کراچی کے مصروف ترین چوراہوں میں سے ایک پر تعمیر کیا گیا ہے اس حوالے سے ایک اہم مثال ہے کیونکہ یہ منصوبہ کراچی میٹروپولیٹن کارپوریشن نے 5621 بلین روپے کی لاگت سے مکمل کیا ہے اور خاص طور پر ریکارڈ 90 دنوں میں تعمیر ہو کر شہریوں کے لیے کھول دیا گیا، جس پر وزیرِ اعلیٰ سندھ مراد علی شاہ نے بھی KMC کو سراہا اور اسے شہر کی جدید کاری کی جانب ایک اہم پیش رفت قرار دیا۔ اس 700 میٹر طویل ڈبل ٹریک فلائی اوور کی تعمیر میں مرکزی سڑک، ڈرینج سسٹم کی بہتری، فٹ پاتھ، میڈین بیریئرز اور چوراہے کی نئی تعمیر شامل ہے اور اس کا بنیادی مقصد شاہراہِ بھٹو، شاہ فیصل کالونی، شاہراہِ فیصل اور جناح انٹرنیشنل ایئرپورٹ کے درمیان ٹریفک کے بہاؤ کو بہتر بنانا ہے، جس سے کورنگی، ملیر اور شہر کے دیگر علاقوں سے آنے جانے والے مسافروں کا سفر نمایاں طور پر آسان ہو جائے گا۔ اس سے بھی بڑا اور پرجوش منصوبہ شاہراہِ بھٹو ایکسپریس وے ہے جسے پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری نے مئی 2026 میں عوام کے لیے کھولا اور یہ 39 کلومیٹر طویل کنٹرولڈ ایکسیس ایکسپریس وے قیوم آباد کو M-9 موٹروے سے منسلک کرتا ہے جسے محض ایک سڑک نہیں بلکہ ایک اقتصادی راہداری قرار دیا گیا ہے جو تجارت، سرمایہ کاری اور صنعتی ترقی کو فروغ دے گی، اور قیوم آباد سے کراچی پورٹ تک اس کی توسیع کو بھی خاص اہمیت حاصل ہے تاکہ بندرگاہ اور صنعتی علاقوں کے درمیان رابطہ مزید بہتر ہو سکے۔ وزیرِ اعلیٰ سندھ کے مطابق، یہ ایکسپریس وے شہر سے باہر جانے والوں کا سفر کا وقت تقریباً ایک گھنٹہ کم کر دے گا، اور اس منصوبے کو 4 سے 5.4 سال میں مکمل کیا گیا، جس کے دوران آبادی کو بے گھر کرنے سے بچانے پر خصوصی توجہ دی گئی، جو خود میں ایک قابلِ تحسین بات ہے۔

ان دو بڑے منصوبوں کے علاوہ، سندھ حکومت کا وژن صرف انہی تک محدود نہیں ہے بلکہ وہ کراچی کو ایک جدید اور مسابقتی شہر بنانے کے لیے ایک جامع حکمتِ عملی پر کام کر رہی ہے، جس کے تحت مالی سال 2026-27 کے بجٹ میں کراچی کی ترقی کے لیے 100 ارب روپے سے زائد مختص کیے گئے ہیں جن میں ٹرانسپورٹ، پانی، سیوریج اور شہری انفراسٹرکچر شامل ہیں، اس کے علاوہ ریڈ لائن اور یلو لائن بی آر ٹی منصوبے بھی جاری ہیں اور عوامی بس سروس کو جدید الیکٹرک اور ڈبل ڈیکر بسوں سے بڑھایا جا رہا ہے، جبکہ تقریباً 60 ارب روپے کی غیر ملکی امداد سے چلنے والے کلک (مسابقتی اور قابلِ رہائش کراچی) پروگرام کے تحت میونسپل خدمات، ڈیجیٹل گورننس اور پراپرٹی ٹیکس میں اصلاحات کی جا رہی ہیں تاکہ شہر کا نظم و نسق بہتر بن سکے، تاہم ترقی کے اس عزم اور پرجوش منصوبوں کے باوجود کئی حلقوں کی جانب سے ان منصوبوں اور حکومتی پالیسیوں پر سخت تنقید بھی ہوئی ہے، جس کی بنیادی وجوہات میں سب سے اہم ریڈ لائن بی آر ٹی کی تعمیر میں مسلسل تاخیر ہے کیونکہ شہر کی ایک اہم شریان یونیورسٹی روڈ پر چار سال سے جاری کھدائی اور تعمیراتی کام کو عوامی سطح پر شدید تنقید کا سامنا ہے اور اس منصوبے کی تکمیل میں مسلسل تاخیر کو انتظامی نااہلی اور منصوبہ بندی کی کمزوری سے تعبیر کیا جا رہا ہے، جس سے روزانہ لاکھوں شہریوں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف اداروں کے درمیان ہم آہنگی کا شدید فقدان بھی ایک بڑا مسئلہ ہے، جس کی تازہ ترین مثال گلبہار اور گلشنِ اقبال میں پیش آئی جہاں 9 کروڑ روپے لاگت کی نئی تعمیر شدہ سڑک کو سوئی سدرن گیس کمپنی نے گیس لائن ڈالنے کے لیے کھود کر پھر سے تباہ کر دیا اور اس واقعے نے شہری انفراسٹرکچر پراجیکٹس اور یوٹیلیٹی سروسز کے درمیان مربوط منصوبہ بندی کی شدید کمی کو بے نقاب کر دیا ہے، جس سے عوام کے ٹیکس کے پیسوں کا بے دریغ ضیاع ہو رہا ہے۔ اسی طرح، پرانے منصوبوں کی ناکامی بھی سندھ حکومت کے لیے ایک سنگین چیلنج ہے، مثال کے طور پر 1984 میں شروع ہونے والا ہاکس بے اسکیم 42 جو ایک بڑا رہائشی منصوبہ تھا، چار دہائیوں بعد بھی مکمل نہیں ہو سکا اور زمین پر قبضے کی کارروائیاں جاری ہیں، جو سندھ حکومت کی طویل مدتی منصوبہ بندی اور شفافیت پر سنگین سوالیہ نشان ہیں۔ ان تمام تنقیدی پہلوؤں کے باوجود یہ بات تسلیم کرنی ہوگی کہ عظیم پورہ فلائی اوور اور شاہراہِ بھٹو ایکسپریس وے جیسے منصوبے کراچی میں جدید بنیادی ڈھانچے کی طرف ایک بڑی تبدیلی کی نشاندہی کرتے ہیں اور ان میں شہر کے ٹریفک کے مسائل کو کم کرنے اور معاشی سرگرمیوں کو فروغ دینے کی بے پناہ صلاحیت موجود ہے، مگر ان منصوبوں کی حقیقی کامیابی کا انحصار اس بات پر ہے کہ حکومت ایک طرف ریڈ لائن جیسے اہم منصوبوں کی بروقت تکمیل کو یقینی بنائے اور دوسری طرف مختلف محکموں کے درمیان مربوط منصوبہ بندی کو فروغ دے تاکہ عوام کو درپیش مشکلات اور وسائل کے ضیاع سے بچا جا سکے کیونکہ شہر کی طویل مدتی کامیابی کے لیے نئے پراجیکٹس اور موجودہ چیلنجز سے نمٹنے کے درمیان توازن برقرار رکھنا انتہائی ضروری ہے، اور صرف اس صورت میں کراچی واقعی ایک مربوط اور جدید میٹروپولیٹن شہر بن سکتا ہے جس کا خواب دیکھا جا رہا ہے۔

شہری منصوبہ بندی کا فقدان اور میگا پراجیکٹس کی بھرمار!

ڈاکٹر بلال ظفر

پاکستان کے بڑے شہروں میں گزشتہ چند برسوں کے دوران ترقی کے نام پر اربوں روپے کے میگا سٹرکچر منصوبوں کا رجحان تیزی سے بڑھا ہے۔ ہر نئی حکومت یا مقامی انتظامیہ اپنی کارکردگی ثابت کرنے کے لیے انڈر پاسز، فلائی اوورز، سگنل فری کوریڈورز، ایلیویٹڈ ایکسپریس ویز اور دیگر بڑے ترقیاتی منصوبوں کا اعلان کرتی ہے۔ بدقسمتی سے ان منصوبوں کی کامیابی کا پیمانہ شہریوں کی زندگی میں حقیقی بہتری کے بجائے صرف کنکریٹ، سیمنٹ اور اسٹیل کا اضافہ بن چکا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا واقعی ہر ٹریفک مسئلے کا حل ایک نیا فلائی اوور یا انڈر پاس ہے یا پھر ہم ایسے منصوبوں پر جو قومی وسائل خرچ کر رہے ہیں ان سے فائدے کی بجائے مسائل زیادہ پیدا ہو رہے ہیں۔ دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں میں شہری منصوبہ بندی کا بنیادی اصول "Infrastructure politics" not,evidence follows یعنی انفراسٹرکچر سیاسی خواہشات کے بجائے ٹھوس شواہد اور ضرورت کی بنیاد پہ بنایا جاتا ہے۔ کسی بھی بڑے منصوبے سے پہلے اس کے سماجی، معاشی، ماحولیاتی، ثقافتی اور شہری اثرات کا تفصیلی جائزہ لیا جاتا ہے۔ ہزاروں صفحات پر مشتمل فزیبلٹی اسٹڈیز، ٹریفک ماڈلنگ، ماحولیاتی اثرات کی جانچ، سماجی اثرات کی جانچ، شہری مشاورت اور متبادل حلوں کا تقابلی جائزہ لیا جاتا ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان میں اکثر منصوبے پہلے اعلان کر دیے جاتے ہیں اور بعد میں ان کے جواز تلاش کیے جاتے ہیں۔ شہری ترقی کا مقصد صرف گاڑیوں کی رفتار بڑھانا نہیں بلکہ انسانوں کی زندگی بہتر بنانا ہوتا ہے۔ ایک فلائی اوور شاید چند منٹ کی سفری بچت فراہم کر دے، لیکن اگر اس کے نتیجے میں پیدل چلنے والے، سائیکل سوار، مقامی کاروبار، تاریخی ورثہ، درخت، عوامی مقامات اور محلے متاثر ہوں تو اس کی اصل قیمت کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ دنیا بھر میں جدید شہری منصوبہ بندی اب "کار سینٹرک" کے بجائے "پیپل سینٹرک" ماڈل کی طرف منتقل ہو رہی ہے، جہاں سڑکوں کو صرف گاڑیوں کے لیے نہیں بلکہ شہری زندگی کے لیے ڈیزائن کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں ٹریفک کے بیشتر مسائل کی بنیادی وجوہات مختلف ہیں۔ غیر قانونی پارکنگ، تجاوزات، خراب ٹریفک مینجمنٹ، ناقص سگنل سسٹم، کمزور قانون نافذ کرنے کا نظام، غیر منظم پبلک ٹرانسپورٹ اور بغیر منصوبہ بندی شہری توسیع اکثر اصل مسائل ہوتے ہیں۔ اگر ان وجوہات کو حل کیے بغیر صرف فلائی اوورز اور انڈر پاسز تعمیر کیے جائیں تو چند برس بعد وہی ٹریفک دوبارہ واپس آ جاتی ہے۔ دنیا بھر میں اس رجحان کو DemandInduced کہا جاتا ہے، یعنی نئی سڑک یا فلائی اوور مزید گاڑیوں کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے اور کچھ عرصے بعد مسئلہ دوبارہ اپنی جگہ موجود ہوتا ہے۔ کراچی، لاہور، راولپنڈی، پشاور اور دیگر شہروں میں ایسے کئی منصوبے موجود ہیں جن کے متبادل کم لاگت، کم نقصان دہ اور زیادہ مؤثر حل موجود تھے۔ بعض مقامات پر صرف تجاوزات کے خاتمے، ٹریفک قوانین پر سختی سے عملدرآمد، جدید سگنلائزیشن، یوٹرنز کی بہتر منصوبہ بندی، پارکنگ مینجمنٹ اور انٹیلیجنٹ ٹریفک سسٹمز کے ذریعے وہی نتائج حاصل کیے جا سکتے تھے جن کے لیے اربوں روپے خرچ کیے جاتے ہیں۔ ہر بڑا منصوبہ صرف مالی لاگت نہیں رکھتا بلکہ اس کی ایک اقتصادی قیمت بھی ہوتی ہے۔ تعمیراتی کام کے دوران مہینوں بلکہ کئی مرتبہ برسوں تک لوگوں کی کاروبار متاثر ہوتے ہیں۔ دکانداروں کی آمدنی کم ہو جاتی ہے، شہری روزانہ اضافی وقت اور ایندھن خرچ کرتے ہیں، ایمبولینس اور ایمرجنسی سروسز متاثر ہوتی ہیں، فضائی آلودگی میں اضافہ ہوتا ہے، شور بڑھتا ہے اور شہری ذہنی دباؤ کا شکار ہوتے ہیں۔ بدقسمتی سے ان نقصانات کا حساب اکثر کسی بھی منصوبے کی فزیبلٹی رپورٹ میں شامل ہی نہیں کیا جاتا۔ پاکستان میں بڑے ترقیاتی منصوبوں کا ایک اور اہم پہلو ان کی مالیاتی پائیداری ہے۔ ان میں سے بیشتر منصوبے غیر ملکی قرضوں سے مکمل کیے جاتے ہیں اور یہ قرض صرف تعمیر پر ختم نہیں ہوتا بلکہ اس پر کئی دہائیوں تک سود بھی ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ آج کا ایک غیر ضروری منصوبہ آنے والی نسلوں پر مالی بوجھ منتقل کر دیتا ہے۔ اگر کوئی منصوبہ اپنی معاشی افادیت ثابت نہ کر سکے تو اس کا اصل نقصان صرف خزانے کو نہیں بلکہ ہر پاکستانی شہری کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان میں کئی میگا منصوبے لاگت میں غیر معمولی اضافے، تاخیر اور انتظامی کمزوریوں کی مثال بن چکے ہیں۔ پشاور بی آر ٹی منصوبہ ابتدائی تخمینے سے کہیں زیادہ لاگت اور تاخیر کا شکار رہا۔ کراچی کا کے فور منصوبہ بھی برسوں سے لاگت میں اضافے اور انتظامی مسائل کا سامنا کر رہا ہے۔ اسی طرح مختلف شہروں میں انڈر پاسز اور فلائی اوورز کی تعمیر کے دوران طویل بندشوں نے شہری زندگی کو شدید متاثر کیا۔ جیسے کراچی میں ناظم آباد اور منور چورنگی انڈر پاس کی مثالیں موجود ہیں جو مسلسل تکنیکی اور ٹریفک سے متعلق بحث کا موضوع رہے ہیں، جبکہ ییلو لائن بی آر ٹی کی تعمیر کے دوران یونیورسٹی روڈ پر طویل عرصے سے جاری کام نے لاکھوں شہریوں کی روزمرہ زندگی، کاروبار، تعلیمی اداروں اور سفری نظام کو متاثر کیا ہے۔ بی آر ٹی منصوبے کی سست رفتاری اور بعدازاں اس سے متعلق بدعنوانی کے الزامات اور پراجیکٹ ڈائریکٹر کی گرفتاری نے شفافیت اور نگرانی کے نظام پر بھی سنجیدہ سوالات اٹھائے ہیں۔ ایسے واقعات یہ ظاہر کرتے ہیں کہ کمزور منصوبہ بندی نہ صرف اخراجات بڑھاتی ہے بلکہ عوامی اعتماد کو بھی نقصان پہنچاتی ہے۔ میگا منصوبوں میں جس پہ بہت کم بات ہوتی ہے وہ ہے کرپشن کے امکانات۔ جتنا بڑا منصوبہ ہوگا، اتنے ہی بڑے ٹھیکے، خریداری، ڈیزائن میں تبدیلیاں، اضافی ادائیگیاں اور نظرثانی شدہ تخمینے سامنے آئیں گے۔ دنیا بھر کے تجربات بتاتے ہیں کہ بڑے انفراسٹرکچر منصوبوں میں شفافیت، آزاد نگرانی اور احتساب کا مضبوط نظام نہ ہو تو قومی وسائل کے ضیاع کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ اس لیے ہر منصوبے کے ساتھ مکمل مالی شفافیت، عوامی نگرانی اور آزاد آڈٹ کو لازمی قرار دیا جانا چاہیے۔ ماحولیاتی اعتبار سے بھی بڑے تعمیراتی منصوبے شہروں کیلیے دیرپا اثرات رکھتے ہیں۔ ہزاروں درخت کاٹے جاتے ہیں، گرین بیلنس ختم ہوتی ہیں، کاربن اخراج بڑھتا ہے، گرد و غبار اور شور میں اضافہ ہوتا ہے جبکہ بعض دفعہ ان سے بارش کے پانی کی قدرتی نکاسی بھی متاثر ہوتی ہے۔ اسی طرح فلائی اوورز اور انڈر پاسز کئی علاقوں کی شہری شناخت، تاریخی ورثے اور سماجی روابط کو بھی تبدیل کر دیتے ہیں۔ ایک شہر صرف سڑکوں کا مجموعہ نہیں ہوتا بلکہ اپنی ثقافت، بازاروں، پیدل گزرگاہوں، عوامی مقامات اور سماجی زندگی سے پہچانا جاتا ہے۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ تمام میگا منصوبے غلط ہیں۔ بعض حالات میں بڑے پل، انڈر پاس، بائی پاس، ماس ٹرانزٹ سسٹمز یا واٹر سپلائی منصوبے ناگزیر ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی منظوری سے پہلے چند بنیادی اصول لازمی طے ہونے چاہئیں۔ ہر منصوبے کی آزاد فزیبلٹی اسٹڈی، لاگت و فائدے کا تجزیہ، ماحولیاتی اور سماجی اثرات کی جانچ، شہریوں، ماہرین، انجینئرز، ٹریفک پلانرز، معماروں، کاروباری برادری اور مقامی حکومتوں سے وسیع مشاورت کی جائے۔ اس کے ساتھ یہ بھی ثابت کیا جائے کہ کم لاگت کے متبادل حل ناکافی ہیں اور میگا منصوبہ واقعی آخری اور بہترین آپشن ہے۔ پاکستان کے شہروں کو کنکریٹ کے جنگلات نہیں بلکہ دانشمندانہ منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ اصل ترقی وہ نہیں جو صرف تصویروں میں خوبصورت نظر آئے بلکہ وہ ہے جو شہریوں کی زندگی آسان، معیشت مضبوط، ماحول محفوظ اور مستقبل پائیدار بنائے۔ ہر ارب روپے کا منصوبہ عوام کے ٹیکس یا قومی قرض سے بنتا ہے، اس لیے اس کا ہر فیصلہ عوامی مفاد، سائنسی و تکنیکی شواہد اور شفاف حکمرانی کی بنیاد پر ہونا چاہیے، نہ کہ سیاسی نمائش یا وقتی مقبولیت کے لیے۔ اگر ہم واقعی پائیدار، رہنے کے قابل اور عالمی معیار کے شہر چاہتے ہیں تو ہمیں ایک بنیادی اصول اپنانا ہوگا: "پہلے انتظام، پھر تعمیر"۔ جب تک بہتر ٹریفک مینجمنٹ، تجاوزات کا خاتمہ، قانون کا مؤثر نفاذ، جدید شہری منصوبہ بندی اور عوامی مشاورت کو ترجیح نہیں دی جائے گی، اس وقت تک نئے فلائی اوورز اور انڈر پاس محض مہنگے عارضی حل ثابت ہوں گے، جبکہ ان کی اصل قیمت آنے والی نسلیں قرض، آلودگی اور غیر متوازن شہری ترقی کی صورت میں ادا کرتی رہیں گی۔

مقامی حکومت

ریذیڈنٹ ایڈیٹر (کراچی)
شہریار جنجوعہ

ریذیڈنٹ ایڈیٹر (لاہور)
محمد یاسین ظفر

برائے رابطہ:
واٹس ایپ: 0300-8400373
ای میل: muqaami@hotmail.com
رابطہ آفس: D/1-65 جوہر ٹاؤن، لاہور
قیمت فی شمارہ: 50 روپے زرِ سالانہ: 1000 روپے
ایڈیٹر و پبلشر محمد بلال ظفر نے کے وائی پرنٹرز سے چھپوا کر ماڈل ٹاؤن لاہور سے شائع کیا۔

مون سون کی آمد، شہری سیلاب اور مقامی حکومتوں کی اصل ذمہ داری

اداریہ

مون سون کی آمد کے ساتھ ہی پاکستان کے بڑے اور چھوٹے شہروں میں اربن فلڈنگ کا خطرہ ایک بار پھر بڑھ گیا ہے۔ ہر سال چند گھنٹوں کی بارش کے بعد سڑکیں زیرِ آب آ جاتی ہیں، ٹریفک کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے، کاروباری سرگرمیاں متاثر ہوتی ہیں، بجلی کی فراہمی معطل ہو جاتی ہے اور شہریوں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ افسوسناک امر یہ ہے کہ یہ صورتحال اب ایک معمول بن چکی ہے، حالانکہ مون سون کوئی غیر متوقع قدرتی آفت نہیں بلکہ ایک متوقع موسمی حقیقت ہے، جس کے لیے پیشگی تیاری کی جا سکتی ہے۔ اربن فلڈنگ یا شہری سیلاب کی وجہ صرف زیادہ بارش نہیں بلکہ ناقص شہری منصوبہ بندی، کمزور نکاسی آب کا نظام، نالوں پر تجاوزات، غیر قانونی تعمیرات، کچرے کی غلط تلفی اور مختلف اداروں کے درمیان مؤثر رابطے کا فقدان بھی ہے۔ اکثر شہروں میں برساتی نالے سال بھر کچرے سے بھرے رہتے ہیں اور ان کی صفائی صرف بارشوں سے چند روز قبل شروع کی جاتی ہے، جو کسی بھی صورت کافی نہیں ہوتی۔ اس صورتحال میں صوبائی اور مقامی حکومتوں دونوں کی ذمہ داریاں واضح اور اہم ہیں۔ صوبائی حکومتوں کا فرض ہے کہ وہ شہری انفراسٹرکچر کی بہتری، جدید ڈرینج نظام، بارش کے پانی کے انتظام، موسمیاتی تبدیلی سے ہم آہنگ منصوبہ بندی اور ڈیزاسٹر رسک مینجمنٹ کے لیے جامع حکمت عملی مرتب کریں۔ صرف ہنگامی اجلاسوں، وزراء کے دوروں یا بارش کے دوران کنٹرول روم قائم کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا، بلکہ ہر شہر کے لیے مستقل اربن فلڈ مینجمنٹ پلان تیار کرنا ہوگا۔ دوسری جانب مقامی حکومتیں شہری سیلاب سے نمٹنے کی پہلی دفاعی لائن ہیں۔ نالوں اور گٹروں کی بروقت صفائی، تجاوزات کا خاتمہ، سڑکوں اور ڈرینج نظام کی دیکھ بھال، سالڈ ویسٹ مینجمنٹ، ہنگامی رسپانس، ٹریفک مینجمنٹ اور شہریوں کو بروقت معلومات فراہم کرنا انہی کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان میں اکثر مقامی حکومتیں محدود اختیارات، ناکافی وسائل اور مالی مشکلات کا شکار ہیں، جس کے باعث شہری خدمات مؤثر انداز میں فراہم نہیں ہو پاتیں۔ موسمیاتی تبدیلی نے بھی صورتحال کو مزید سنگین بنا دیا ہے۔ شدید بارشوں، اچانک سیلاب اور غیر معمولی موسمی حالات کے پیش نظر اب روایتی شہری منصوبہ بندی کافی نہیں رہی۔ شہریوں کی ذمہ داری بھی اس عمل میں کم نہیں۔ نالوں میں کچرا پھینکنا، پلاسٹک بیگز کا بے دریغ استعمال، برساتی گزرگاہوں پر تجاوزات اور صفائی کے اصولوں سے غفلت شہری سیلاب کی شدت میں اضافہ کرتی ہے۔ شہری شعور اور اجتماعی ذمہ داری کے بغیر کوئی بھی حکومتی منصوبہ مکمل کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مون سون کو صرف ایک موسمی چیلنج نہیں بلکہ بہتر شہری حکمرانی کا امتحان سمجھا جائے۔ اگر صوبائی حکومتیں مؤثر پالیسی سازی کریں، مقامی حکومتوں کو بااختیار اور وسائل سے مستحکم بنایا جائے، متعلقہ اداروں کے درمیان مؤثر رابطہ قائم ہو اور شہری بھی اپنی ذمہ داریاں ادا کریں تو شہری سیلاب کے خطرات کو نمایاں حد تک کم کیا جا سکتا ہے۔ مون سون کی بارشیں ہر سال آئیں گی، لیکن ان سے ہونے والے نقصانات کو کم کرنا حکومتوں کی منصوبہ بندی، مقامی اداروں کی کارکردگی اور شہریوں کے تعاون پر منحصر ہے۔ پائیدار اور محفوظ شہر وہی ہوتے ہیں جہاں بحران آنے کا انتظار نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے آنے سے پہلے تیاری مکمل کر لی جاتی ہے۔ اسی طرزِ حکمرانی کی آج پاکستان کے تمام شہروں کو سب سے بڑی ضرورت ہے۔

فہرست

1	ستھرا پنجاب 2026 / کراچی کی عیدالاضحیٰ صفائی مہم
2	ایڈیٹوریل
3	قومی امن و ہم آہنگی کا راستہ
4	وفاقی دارالحکومت میں منتخب حکومت قائم کرنے کی تجویز
5	نیو کراچی ٹاؤن میں ہزار گلیوں کی تعمیر کا کام
6	ورلڈ بینک کا کراچی کے آبی منصوبوں پر سخت اظہار تشویش
7	لاڑکانہ میں خسرہ کے کیسز میں کمی کا رجحان
8	کراچی میں ٹرانسپورٹرز کی چار روزہ ہڑتال ختم،
9	پنجاب میں آلودگی کے خاتمے کے لیے روڈ میپ منظور
10	ورلڈ بینک کے فنڈ سے چلنے والے ییلو لائن منصوبے میں اربوں روپے کی کرپشن
11	چشتیاں: دو مسلح گروپوں میں تصادم، گن مین کے مبینہ تشدد کی ویڈیو وائرل
12	ہر خاتون کو مالی خود مختار اور با اختیار بنانا ہمارا عزم: وزیر اعلیٰ مریم نواز

ڈاکٹر بلال ظفر

تعارف

اکتوبر 2024 میں ہیگ چارٹر برائے میونسپل امن کا اجراء عالمی امن و استحکام کی تاریخ کا ایک اہم سنگ میل ہے۔ یہ چارٹر ایک اہم بین الاقوامی فریم ورک ہے جو دنیا بھر میں شہروں اور مقامی حکومتوں کے کردار کو تسلیم کرتا ہے کہ وہ تنازعات کے تدارک، امن کے فروغ، انسانی حقوق کے تحفظ اور پائیدار معاشروں کے قیام میں موثر کردار ادا کر سکتی ہیں۔ یہ چارٹر اس تصور پر مبنی ہے کہ امن صرف قومی حکومتوں یا بین الاقوامی اداروں کی ذمہ داری نہیں بلکہ مقامی سطح پر کام کرنے والے ادارے، شہری انتظامیہ اور کمیونٹیز بھی امن سازی کے عمل کے اہم فریق ہیں۔ یہ چارٹر ایسوسی ایشن آف نیدرلینڈز میونسپلٹیز (VNG) اور ہالینڈ کے شہر ہیگ کے تعاون سے تیار کیا گیا، جس کا مقصد مقامی حکومتوں کو امن، سلامتی، شمولیت اور انسانی حقوق کے عالمی ایجنڈے میں فعال شراکت دار کے طور پر تسلیم کرنا ہے۔ بعد ازاں اسے اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل انتونیو گوتریس (GuterresAntónio) کے سامنے پیش کیا گیا، جس سے مقامی حکومتوں کے بڑھتے ہوئے عالمی کردار کو مزید تقویت ملی۔ ہیگ چارٹر برائے میونسپل امن اس بات پر زور دیتا ہے کہ شہر اور مقامی علاقے تنازعات کے ابتدائی اثرات کو سب سے پہلے محسوس کرتے ہیں، اس لیے وہ امن کے قیام، سماجی ہم آہنگی، مکالمے کے فروغ اور عدم برداشت کے خاتمے میں منفرد مقام رکھتے ہیں۔ مقامی حکومتیں اپنے اختیارات کے ذریعے تعلیم، شہری خدمات، شمولیتی پالیسیوں، نوجوانوں کی ترقی، مہاجرین کے انضمام اور کمیونٹی روابط کو مضبوط بنا کر امن کے لیے سازگار ماحول پیدا کر سکتی ہیں۔ ہیگ چارٹر مقامی حکومتوں کو "امن کے عملی مراکز" کے طور پر دیکھتا ہے اور اس بات کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ دنیا بھر کے شہر ایک دوسرے کے تجربات سے سیکھیں، امن سازی کے مقامی ماڈلز تیار کریں اور انسانی حقوق پر مبنی حکمرانی کو فروغ دیں۔ یہ تصور اقوام متحدہ کے پائیدار ترقی کے اہداف سے بھی ہم آہنگ ہے، جس کا مقصد پرامن، منصفانہ اور مضبوط اداروں کا قیام ہے۔ مقامی حکومتوں کے عالمی کردار کے حوالے سے یہ چارٹر ایک اہم پیش رفت ہے کیونکہ جدید دنیا میں امن صرف جنگوں کے خاتمے کا نام نہیں بلکہ ایسا معاشرہ تشکیل دینا بھی ہے جہاں شہریوں کو مساوی مواقع، بنیادی خدمات، تحفظ اور فیصلہ سازی میں شرکت حاصل ہو۔ پاکستان کے تناظر میں اس چارٹر کی افادیت انتہائی اہم ہے، کیونکہ ہمارا ملک شدید سیاسی تقسیم، فرقہ وارانہ تشدد، دہشت گردی، اور سماجی عدم مساوات جیسے چیلنجز کا سامنا کر رہا ہے۔ ہیگ چارٹر کا بنیادی فلسفہ کہ "امن محض جنگ کی غیر موجودگی نہیں بلکہ سماجی انصاف، مساوات اور شمولیت پر استوار ہے"، پاکستان میں امن کے حقیقی تصور کو سمجھنے کے لیے راہنما اصول فراہم کرتا ہے۔

پاکستان میں مقامی حکومتوں کی موجودہ صورتحال

پاکستان میں مقامی حکومتوں کا نظام ایک تلخ حقیقت کا آئینہ دار ہے۔ آرٹیکل 140-A کے باوجود، جو صوبوں کو مقامی حکومتوں کا نظام قائم کرنے کا پابند کرتا ہے، موثر مقامی حکومتیں اب تک معدوم ہیں۔ انسانی حقوق کمیشن پاکستان کی رپورٹ کے مطابق 2010 اور 2023 کے درمیان پنجاب میں صرف دو سال (2017-18)، سندھ میں چھ سال (2016-20 اور 2023)، خیبر پختونخواہ میں چھ سال (2017-20 اور 2022-23)، اور بلوچستان میں چھ سال (2016-20 اور 2023) مقامی حکومتیں فعال رہیں۔ یہ صورتحال دراصل ایک تاریخی سیاسی ورثہ ہے۔ پاکستان میں مقامی حکومتوں کا پہلا تجربہ فیلڈ مارشل ایوب خان نے 1958 میں مارشل لا کے بعد بنیادی جمہوریت کے نظام کے ذریعے متعارف کرایا، جس کا مقصد فوجی حکومت کو جائزیت فراہم کرنا تھا۔ ضیاءالحق اور مشرف ادوار میں بھی یہی حکمت عملی اپنائی گئی۔ اس تاریخ نے سیاسی جماعتوں میں مقامی حکومتوں کے خلاف مستقل عدم اعتماد پیدا کر دیا اور جب بھی جمہوری حکومتیں آئیں، انہوں نے مقامی حکومتوں کو با اختیار بنانے سے گریز کیا۔

ہیگ چارٹر کے چار بنیادی ستون اور پاکستانی تناظر

ہیگ چارٹر کے چار بنیادی ستون پاکستان میں امن کے قیام کے لیے راہنما اصول فراہم کرتے ہیں:

1. انتہا پسندی اور قطبی تقسیم یا پولرائزیشن کی روک تھام

پاکستان میں انتہا پسندی ایک سنگین چیلنج ہے۔ 2024 میں پاکستان میں 800 سے زائد دہشت گرد حملے ہوئے، جن میں 1001 سے زائد افراد ہلاک اور 2001 زخمی ہوئے۔ مقامی حکومتیں اس انتہا پسندی کا مقابلہ کرنے میں گیم چینجر ثابت ہو سکتی ہیں۔

- ابتدائی انتباہی نظام: مقامی نمائندے براہ راست عوام کے رابطے میں ہوتے ہیں، اس لیے وہ انتہا پسندی کی ابتدائی علامات کا پتہ لگا سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، سوات میں 2010-12 کے بحران کے دوران مقامی عمائدین نے اہم کردار ادا کیا۔
- کمیونٹی پر مبنی انسدادِ انتہا پسندی: مقامی حکومتیں اسکولوں، مساجد، اور کمیونٹی سینٹرز میں انتہا پسندی کے رجحانات کی نگرانی کر سکتی ہیں اور متبادل بیانیہ فراہم کر سکتی ہیں۔
- نوجوانوں کی مصروفیت: بے روزگاری اور سماجی اخراج نوجوانوں کو انتہا پسندوں کا آسان شکار بناتے ہیں۔ مقامی حکومتیں روزگار کے مواقع اور متبادل سرگرمیاں فراہم کر کے اس خطرے کو کم کر سکتی ہیں۔

2. شہری تشدد سے نمٹنا

پاکستان کے بڑے شہروں میں گینگ وار، نسلی کشیدگی، اور جرائم اہم مسائل ہیں۔ کراچی میں لیاری پیس انیشی ایٹو اس کی ایک کامیاب مثال ہے جہاں کمیونٹی کی مصروفیت نے گینگ وار کو کم کرنے میں مدد کی۔

- کمیونٹی پولیسنگ: مقامی حکومتوں کو پولیس کی نگرانی کا اختیار دیا جانا چاہیے۔ خیبر پختونخواہ میں ڈسپیوٹ ریزولوشن کونسلز (DRCs) نے مقامی تنازعات کو حل کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے۔
- نوجوانوں کے لیے متبادل پروگرام: کھیلوں، آرٹس اور تعلیمی سرگرمیوں کے ذریعے نوجوانوں کو جرائم سے دور رکھا جا سکتا ہے۔
- محفوظ عوامی مقامات: روشن، محفوظ پارکس اور کمیونٹی سینٹرز جرائم کو کم کرنے میں معاون ہیں۔

3. برادریوں کے درمیان تنازعات میں کمی

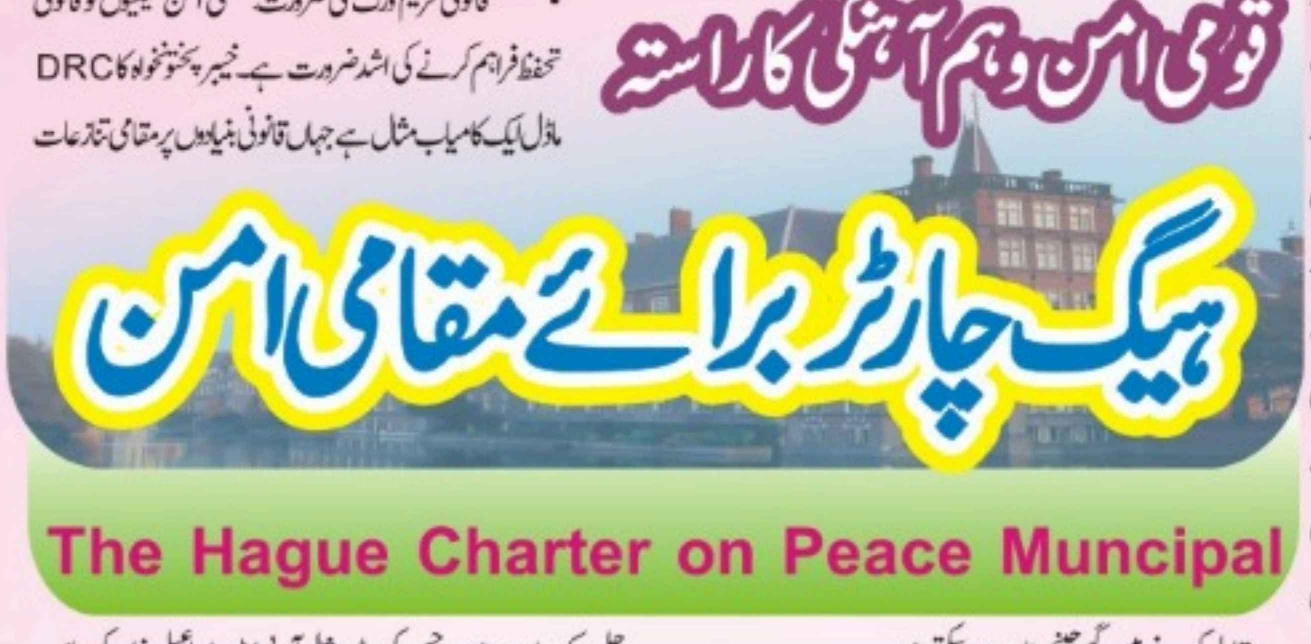

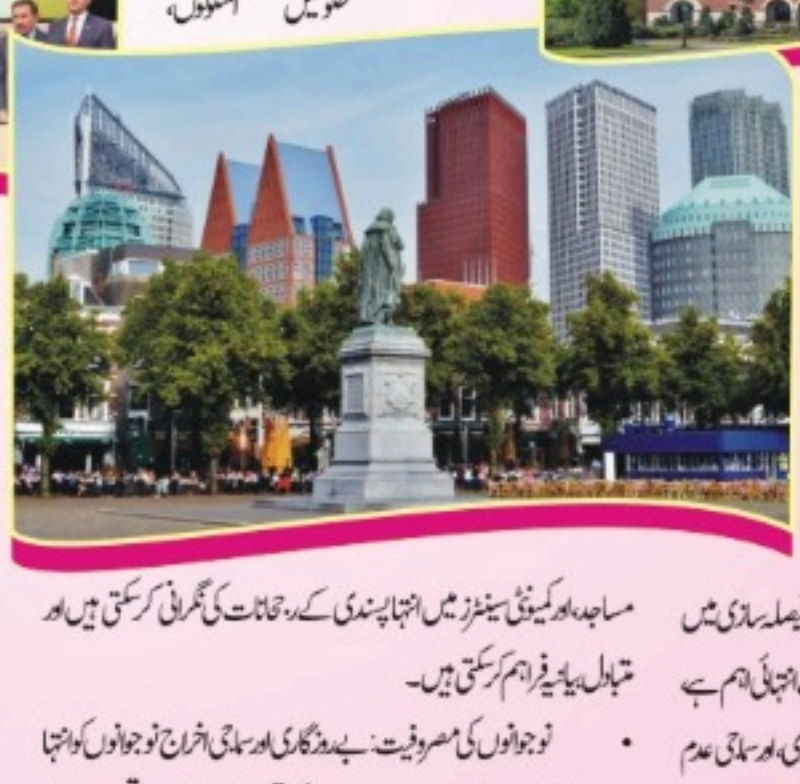

امن کا مستقبل ہماری گلیوں، محلوں، اور شہروں میں لکھا جا رہا ہے۔

پاکستان میں فرقہ وارانہ تشدد، نسلی کشیدگی، اور اقلیتوں کے خلاف امتیازی سلوک عام ہیں۔ چارٹر ثقافتی تبادلے اور ثالثی خدمات پر زور دیتا ہے۔

- ڈسٹرکٹ پیس کمیٹیز (DPCs): پاکستان میں ضلعی امن کمیٹیاں موجود ہیں لیکن انہیں قانونی حیثیت حاصل نہیں۔ HRCP کی رپورٹ کے مطابق، 75 فیصد DPCs کے پاس رسمی شرائطِ عمل نہیں ہیں۔ صرف 37 فیصد DPCs میں کسی مذہبی اقلیت کا نمائندہ شامل ہے، اور سندھ میں حیدرآباد اور سکھر کے علاوہ کسی بھی DPC میں خواتین شامل نہیں۔
- قانونی فریم ورک کی ضرورت: ضلعی امن کمیٹیوں کو قانونی تحفظ فراہم کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ خیبر پختونخواہ کا DRC ماڈل ایک کامیاب مثال ہے جہاں قانونی بنیادوں پر مقامی تنازعات حل کیے جا رہے ہیں۔ جس کی حالیہ مثال آر پی او ڈیرہ اسماعیل خان کی جانب سے مقامی برادریوں کے درمیان دیرینہ دشمنی کے خاتمہ کے لئے صلح کروانا ہے۔
- تعداد میں خواتین اور اقلیتوں کی شرکت: امن کمیٹیوں میں اقلیتوں اور خواتین کی شمولیت کو یقینی بنایا جائے۔

4. اندرونی نقل مکانی اور انسانی حرکت

موسمیاتی تبدیلی، جنگ، اور معاشی مشکلات پاکستان میں اندرونی نقل مکانی کا باعث بن رہی ہیں۔ سندھ اور پنجاب میں حالیہ سیلاب سے بے گھر ہونے والے لاکھوں افراد کو درپیش مشکلات اس چیلنج کی عکاسی کرتی ہیں۔

- تارکین وطن کے لیے جامع پالیسیاں: مقامی حکومتیں تارکین وطن کو صحت، تعلیم، اور رہائش جیسی بنیادی خدمات تک رسائی کو یقینی بنائیں۔
- زینوفوبیا کے خلاف آگاہی مہمات: مقامی سطح پر رواداری اور برداشت کے کلچر کو فروغ دیا جائے۔
- زبان اور ہنر کی تربیت: تارکین وطن کو معاشرے میں ضم کرنے کے لیے تربیتی پروگرام شروع کیے جائیں۔

پاکستان میں مقامی امن کے لیے عملی اقدامات

ہیگ چارٹر پاکستان کے لیے درج ذیل عملی اقدامات تجویز کرتا ہے:

1. آئینی تحفظ: آرٹیکل 140-A میں ترمیم کر کے مقامی حکومتوں کو مستقل اور غیر منقولہ حیثیت دی جائے۔ کچھ ماہرین مقامی حکومتوں کے لیے ایک علیحدہ باب تجویز کر رہے ہیں۔
2. مالی خودمختاری: صوبائی فنانس کمیشنز (PFCs) کو فعال بنایا جائے تاکہ مقامی حکومتوں کو باقاعدہ اور منصفانہ مالیاتی منتقلی ممکن ہو۔
3. انتظامی اختیارات کی منتقلی: صحت، تعلیم، پانی، صفائی، اور انفراسٹرکچر جیسے اہم شعبوں کا کنٹرول مقامی حکومتوں کو دیا جائے۔
4. ضلعی امن کمیٹیوں کو قانونی حیثیت: DPCs کو قانونی فریم ورک دیا جائے، ان کے اختیارات، ذمہ داریاں، اور رکنیت کے معیارات متعین کیے جائیں۔
5. الیکشن کمیشن کا کردار: الیکشن کمیشن کو وقت پر مقامی حکومتوں کے انتخابات کرانے کو یقینی بنایا جائے۔ ایکٹ 2017 کے سیکشن 219(4) کے باوجود، یہ شق بار بار نظر انداز کی جاتی ہے۔
6. کثیر السطحی حکمرانی: وفاق، صوبوں، اور مقامی حکومتوں کے درمیان تعاون کو فروغ دینے کے لئے ملٹی لیول گورننس کے لئے ضابطہ تشکیل دیا جائے۔

پاکستان میں کامیاب ماڈلز

بہت سارے چیلنجز کے باوجود، پاکستان میں مقامی سطح پر امن قائم کرنے کی کچھ کامیاب مثالیں بھی موجود ہیں:

- خیبر پختونخواہ کی ڈسپیوٹ ریزولوشن کونسلز (DRCs): ان کونسلوں نے مقامی تنازعات کو حل کرنے میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے اور عدالتوں کے بوجھ کو کم کیا ہے۔
- سوات میں قبائلی عمائدین کا کردار: 2010-12 کے بحران کے دوران مقامی عمائدین نے سیکیورٹی فورسز کی مدد کی۔
- لیاری پیس انیشی ایٹو: کراچی میں کمیونٹی کی مصروفیت نے گینگ وار کو کم کیا۔
- سندھ میں سیاسی اتفاق: ایم کیو ایم اور پیپلز پارٹی کے درمیان مقامی حکومتوں کو با اختیار بنانے پر اتفاق رائے۔ گو کہ اس پہ عمل درآمد کے لئے اس طرح کے جوش و خروش کا اظہار سامنے نہیں آیا اور بات زبانی جمع خرچ تک ہی محدود رہی۔

مقامی سطح پر امن کی راہ میں حائل رکاوٹیں

ان شاندار کامیابیوں کے باوجود، درج ذیل رکاوٹیں امن کے راستے میں حائل ہیں:

1. سیاسی عدم اعتماد: سیاسی جماعتیں مقامی حکومتوں کو اپنا حریف سمجھتی ہیں اور انہیں با اختیار نہیں بنانا چاہتیں۔
2. مالی وسائل کی کمی: صوبائی حکومتیں مقامی حکومتوں کو ناکافی فنڈز فراہم کرتی ہیں۔
3. قانونی غیر یقینی: مقامی حکومتوں کی آئینی و قانونی حیثیت غیر مستحکم ہے اور انہیں کسی بھی وقت ختم کیا جا سکتا ہے۔
4. وفاقی مداخلت: وفاقی حکومت صوبوں کے امور میں مداخلت کرتی ہے جس سے مقامی حکومتوں کا دائرہ کار محدود ہوتا ہے۔

ہیگ چارٹر برائے میونسپل امن پاکستان کے لیے ایک تاریخی موقع ہے۔ یہ چارٹر نہ صرف امن کا ایک نیا تصور پیش کرتا ہے بلکہ اس کے حصول کے لیے عملی راستہ بھی فراہم کرتا ہے۔ ہماری قومی و صوبائی حکومتوں کو چاہیے کہ وہ ہیگ چارٹر برائے امن کے اصولوں کو اپناتے ہوئے

1. مقامی حکومتوں کو آئینی تحفظ فراہم کریں۔
2. انہیں مالی اور انتظامی خودمختاری دیں۔
3. ضلعی امن کمیٹیوں کو قانونی حیثیت بخشیں۔
4. اور کثیر السطحی حکمرانی کو فروغ دیں۔

ہیگ چارٹر برائے امن کہتا ہے کہ امن کا مستقبل ہماری گلیوں، محلوں اور شہروں میں لکھا جا رہا ہے۔ پاکستان میں مقامی حکومتیں، اگر با اختیار بنائی جائیں تو وہ نہ صرف شہری خدمات کی فراہمی کو بہتر بنا سکتی ہیں بلکہ امن، رواداری اور شمولیت کے مرکز میں تبدیل ہو سکتی ہیں۔ یہ چارٹر پاکستانی قیادت کے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ہم اپنی تنگ نظر سیاست اور سیاسی مفادات کو بالائے طاق رکھ کر عوام کی فلاح اور قومی امن و استحکام کے لیے کام کریں گے اور جواب اس سوال میں مضمر ہے کہ کیا ہم مقامی حکومتوں کو واقعی با اختیار بنانے کے لیے تیار ہیں؟

وفاقی دارالحکومت میں منتخب حکومت قائم کرنے کی تجویز

وزیرِ اعلیٰ یا میئر سربراہ ہوگا، 27 رکنی اسمبلی ہوگی۔

اسلام آباد

حکومت نے اسلام آباد کیپٹل ٹیریٹری (آئی سی ٹی) کے حکمرانی کے نظام میں بڑی تبدیلیوں کیلئے ایک جامع اصلاحاتی منصوبہ تیار کرلیا ہے، جس میں ایک منتخب علاقائی حکومت کا قیام، اداروں کے مابین انتشار (ڈِس انٹی گریشن) کا خاتمہ اور ایک مربوط "اسمارٹ سٹی" ماڈل کی جانب پیش رفت شامل ہے تاکہ وفاقی دارالحکومت میں خدمات کی فراہمی اور طویل المدتی شہری منصوبہ بندی بہتر بنائی جاسکے۔ "آئی سی ٹی گورننس ماڈل" کے عنوان سے 138 صفحاتی رپورٹ منصوبہ بندی کمیشن کے وزیر احسن اقبال کی سربراہی میں ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی نے تیار کی، کیونکہ اس بات پر تشویش پائی جاتی تھی کہ اسلام آباد ایک منصوبہ بند انتظامی دارالحکومت سے بڑھ کر 24 لاکھ سے زائد آبادی والے بڑے شہر میں تبدیل ہو چکا ہے، لیکن ادارہ جاتی ترقی اس رفتار سے نہیں ہو سکی۔ یہ رپورٹ وزیرِ اعظم شہباز شریف کو پیش کی جاچکی ہے۔ تجویز کا مرکزی نکتہ نمائندہ اسلام آباد کیپٹل ٹیریٹری حکومت (آئی سی ٹی جی) کا قیام ہے، جسے انتظامی اور مالی خودمختاری حاصل ہوگی، جو صوبائی حکومتوں کے مساوی ہوگی، جبکہ اسلام آباد کی وفاقی حیثیت بھی برقرار ہوگی۔ مجوزہ ڈھانچے کے تحت 27 ارکان پر مشتمل اسلام آباد کیپٹل ٹیریٹری اسمبلی قائم کی جائے گی جن میں 21 براہِ راست منتخب، پانچ نشستیں خواتین کیلئے اور ایک اقلیتوں کیلئے مختص ہوگی۔ یہ اسمبلی اپنے سربراہ کا انتخاب کرے گی، جسے وزیرِ اعلیٰ یا میئر کا عہدہ دیا جاسکتا ہے، جس کا فیصلہ وفاقی حکومت کرے گی۔ منصوبے کے مطابق، امن و امان اور ماسٹر پلاننگ کے علاوہ تمام اختیارات آئی سی ٹی حکومت کو دیے جائیں گے، جبکہ یہ دونوں امور دارالحکومت کی حیثیت کے باعث وفاق کے پاس رہیں گے۔ اس کے ساتھ ہی سی ڈی اے سمیت وفاقی وزارتوں اور اداروں کے تحت موجود انتظامی ذمہ داریاں آئی سی ٹی حکومت کو منتقل کی جائیں گی تاکہ اختیارات کی تکرار اور ادارہ جاتی تضاد کا خاتمہ ہو سکے۔ اصلاحاتی پیکیج میں ایک جامع "اسلام آباد کیپٹل ٹیریٹری گورنمنٹ ایکٹ" کی تجویز بھی شامل ہے، جس کے تحت موجودہ بلدیاتی اور ترقیاتی قوانین یکجا کر کے ایک واحد قانونی فریم ورک تشکیل دیا جائے گا۔ آئی سی ٹی حکومت اپنے قواعدِ کار کے تحت کام کرے گی، جس میں محکموں کا ڈھانچہ، انتظامی درجہ بندی اور مالی اختیارات واضح طور پر

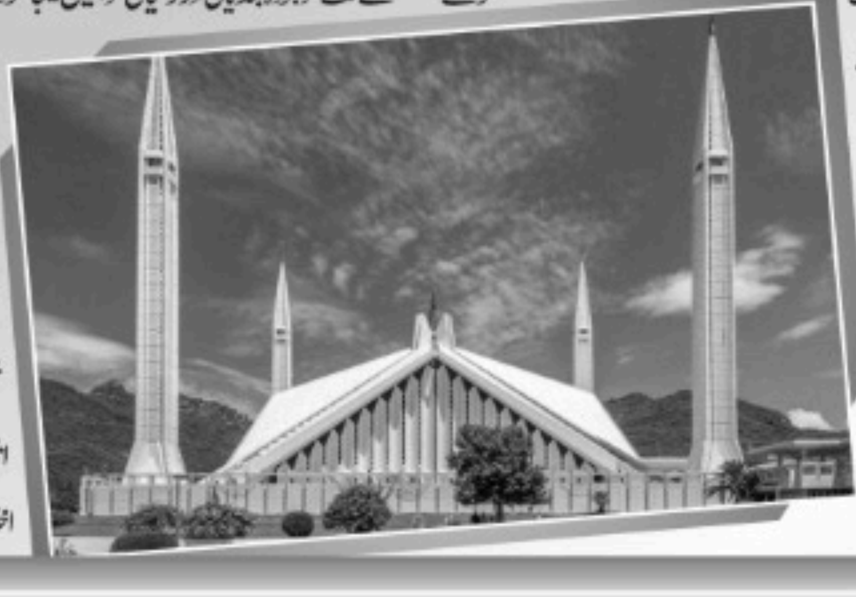

متعین ہوں گے۔ عملدرآمد کیلئے رپورٹ میں متعدد کمیٹیوں کے قیام کی سفارش کی گئی ہے۔ ایک قانون سازی کمیٹی قوانین تیار کرے گی۔ اس کمیٹی میں وزیرِ قانون، آئی سی ٹی کے رکن قومی اسمبلی، سیکریٹریز قانون و داخلہ، چیئرمین سی ڈی اے اور دیگر ارکان شامل ہوں گے۔ وزیرِ منصوبہ بندی کی سربراہی میں ایک مالیاتی کمیٹی ہوگی جو مالی وسائل کی تقسیم اور مقامی ٹیکس کے استعمال کا طریقہ کار طے کرے گی۔ جبکہ ایک منتقلی کمیٹی ہوگی جو مرحلہ وار اختیارات کی منتقلی اور انتظامی تسلسل کی نگرانی کرے گی۔ رپورٹ کے مطابق، ان اصلاحات سے نئے مالی بوجھ میں نمایاں اضافہ متوقع نہیں، کیونکہ توجہ نئے ادارے بنانے کے بجائے موجودہ اداروں کی تنظیمِ نو اور انضمام پر ہے، ماسوائے چند اصلاحات کے۔ وفاقی حکومت کی جانب سے وسائل کی فراہمی اور مقامی ٹیکس کے استعمال کا حتمی فیصلہ مالیاتی فریم ورک کے تحت کیا جائے گا۔ اس منصوبے کا ایک اہم جزو "اسلام آباد اسمارٹ سٹی ماڈل" ہے، جس کا مقصد دارالحکومت کو ایک جدید، ماحول دوست اور شہری ضروریات کے مطابق ڈھالنا ہے۔ اس ماڈل میں ادارہ جاتی اصلاحات کو بنیادی حیثیت دی گئی ہے کیونکہ صرف ڈیجیٹل تبدیلی حکمرانی کے مسائل حل نہیں کر سکتی تاوقتیکہ ساختی اصلاحات نہ کی جائیں۔ اسمارٹ سٹی ویژن تین ستونوں پر مبنی ہے: اسلام آباد کو ماحولیاتی سیاحت اور قدرتی وسائل کے تحفظ کے ذریعے "نیچر کیپیٹل" بنانا، ثقافت اور ورثے کو فروغ دے کر شہری شناخت اور معاشی سرگرمیوں کو مضبوط کرنا، اور ایک کھلا و جامع دارالحکومت تشکیل دینا جو عوامی شمولیت اور عالمی روابط کو فروغ دے۔ رپورٹ کے مطابق "ڈیسٹی نیشن اسلام آباد" حکمتِ عملی سے سیاحت میں اضافہ، روزگار کے مواقع، نجی سرمایہ کاری اور مقامی آمدنی میں بہتری ممکن ہو سکتی ہے۔

لاہور میں بلدیاتی انتخابات کے لیے نئی حلقہ بندیوں کی ابتدائی فہرست جاری، یونین کونسلز کی تعداد 274 سے بڑھ کر 433 ہوگئی

لاہور

ڈسٹرکٹ الیکشن کمیشن لاہور نے بلدیاتی انتخابات کے لیے نئی حلقہ بندیوں کی ابتدائی فہرست جاری کر دی ہے، جس کے تحت صوبائی دارالحکومت میں 159 نئی یونین کونسلز کا اضافہ کیا گیا ہے۔ نئی حلقہ بندیوں کے بعد لاہور میں یونین کونسلز کی مجموعی تعداد 274 سے بڑھ کر 433 ہو گئی ہے۔ ابتدائی فہرست کے مطابق راوی ٹاؤن میں 52، شالیمار ٹاؤن میں 72، واہگہ ٹاؤن میں 25، ماڈل ٹاؤن میں 77، نشتر ٹاؤن میں 40، صدر کینٹ میں 29، رائے ونڈ سٹی میں 32، لاہور سٹی میں 69 اور علامہ اقبال ٹاؤن میں 37 یونین کونسلز قائم کی گئی ہیں۔ الیکشن کمیشن کے مطابق شہری 23 جون تک مجوزہ حلقہ بندیوں پر اپنے اعتراضات اور تجاویز جمع کرا سکتے ہیں، جبکہ حلقہ بندیوں کی حتمی فہرست 10 اگست کو جاری کی جائے گی۔ نئی حلقہ بندیوں کا مقصد آبادی اور انتظامی ضروریات کے مطابق بلدیاتی نمائندگی کو مزید مؤثر بنانا ہے۔

شرجیل میمن کا سعد رفیق کو جواب، "پنجاب میں بلدیاتی انتخابات کرائیں، پھر کراچی پر تنقید کریں"

کراچی

سندھ کے سینئر وزیر اطلاعات و ٹرانسپورٹ شرجیل انعام میمن نے مسلم لیگ (ن) کے رہنما خواجہ سعد رفیق کے کراچی کے بلدیاتی نظام سے متعلق بیان پر سخت ردِعمل دیتے ہوئے کہا ہے کہ پنجاب میں بلدیاتی انتخابات نہ کرانے والی جماعت کو دوسرے صوبوں کے مقامی حکومتوں کے نظام پر تنقید کا کوئی اخلاقی جواز حاصل نہیں۔ اپنے بیان میں شرجیل میمن نے کہا کہ اگر بلدیاتی نظام واقعی جمہوریت کی بنیاد ہے تو مسلم لیگ (ن) پہلے پنجاب کے عوام کو ان کا آئینی حق دے اور وہاں بلدیاتی انتخابات کرائے، اس کے بعد سندھ یا کراچی کے نظام پر سوالات اٹھائے۔ انہوں نے کہا کہ سندھ میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے آئین اور قانون کے مطابق بلدیاتی انتخابات کروا کر عوام کو اپنے نمائندے منتخب کرنے کا حق دیا، جبکہ پنجاب کے عوام اب بھی اس بنیادی جمہوری حق سے محروم ہیں۔ شرجیل میمن نے کہا کہ کراچی میں بلدیاتی انتخابات مکمل طور پر آئینی اور قانونی تقاضوں کے مطابق منعقد ہوئے اور عوام نے اپنے ووٹ کے ذریعے مقامی نمائندوں کا انتخاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ عوامی فیصلے کا احترام ہر سیاسی جماعت کی ذمہ داری ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ پاکستان پیپلز پارٹی مضبوط بلدیاتی نظام، بااختیار مقامی حکومتوں اور جمہوری اداروں پر یقین رکھتی ہے، جبکہ دوہرا معیار اپنانے والی سیاست زیادہ دیر تک نہیں چل سکتی۔ یہ بیان خواجہ سعد رفیق کی جانب سے کراچی کے بلدیاتی نظام پر کی گئی حالیہ تنقید کے ردِعمل میں سامنے آیا ہے، جس کے بعد دونوں بڑی سیاسی جماعتوں کے درمیان بلدیاتی نظام اور جمہوری عمل پر سیاسی بحث مزید تیز ہو گئی ہے۔

بلوچستان میں تمام مقامی حکومتیں 8 فروری 2027 کو تحلیل کردی جائیں گی، نئے انتخابات کا اعلان

کوئٹہ

بلوچستان کابینہ نے صوبے کی تمام مقامی حکومتوں کو ان کی آئینی مدت مکمل ہونے پر آئندہ سال 8 فروری کو تحلیل کرنے کی منظوری دے دی ہے۔ کابینہ کے اس فیصلے کے بعد تمام اضلاع میں نئے بلدیاتی انتخابات کرانے کا راستہ صاف ہو گیا ہے۔ چیف منسٹر کے مشیر شاہد رند نے جمعہ کو کابینہ اجلاس کے بعد میڈیا کو بریفنگ دیتے ہوئے بتایا کہ کابینہ نے فیصلہ کیا ہے کہ نئے بلدیاتی انتخابات سے قبل اضلاع کی تخلیق، حلقہ بندیوں اور عدالتی فیصلوں سے متعلق تمام معاملات الیکشن کمیشن آف پاکستان کے سامنے رکھے جائیں گے تاکہ انتخابات کے لیے عملی اور قانونی فریم ورک قائم کیا جاسکے۔ انہوں نے واضح کیا کہ کوئٹہ شہر کو دو اضلاع میں تقسیم کرنے کے باوجود بلدیاتی انتخابات صوبے کے دیگر علاقوں کے ساتھ ہی منعقد ہوں گے تاکہ انتخابی عمل میں یکسانیت برقرار رکھی جا سکے۔ بلدیاتی نظام کو مضبوط کرنے کے لیے کابینہ نے ڈیرہ کھیتران اور بریشور میں نئی میونسپل کمیٹیوں کے قیام کی منظوری دی جبکہ خاران کو میونسپل کارپوریشن کا درجہ دینے کا بھی فیصلہ کیا گیا۔ کابینہ نے شفافیت کو بہتر بنانے کے لیے بلوچستان رائٹ ٹو انفارمیشن کمیشن ایکٹ 2021 میں مجوزہ ترامیم کی بھی منظوری دی۔ ایک اور اہم فیصلے میں صوبے بھر کے تمام سیشن ججز، ایڈیشنل سیشن ججز اور فرسٹ کلاس جوڈیشل مجسٹریٹس کو منشیات کے مقدمات کے ٹرائلز کرنے کا اختیار دے دیا گیا ہے۔ قانون و آرڈر کو بہتر بنانے کے لیے کابینہ نے حب اور ڈیم میں نئے پولیس اسٹیشنز اور دالبندین میں خواتین پولیس اسٹیشن قائم کرنے کی بھی منظوری دی۔

بلدیاتی قانون میں ترامیم سے قبل تمام اسٹیک ہولڈرز سے مشاورت کی جائے، بلدیاتی نمائندوں کا مطالبہ

مانسہرہ

ضلع مانسہرہ کی تحصیل بالاکوٹ کونسل کے اراکین نے خیبرپختونخوا حکومت پر زور دیا ہے کہ آئندہ بلدیاتی انتخابات سے قبل لوکل گورنمنٹ ایکٹ 2013 میں کسی بھی قسم کی ترمیم سے پہلے تمام متعلقہ اسٹیک ہولڈرز اور منتخب بلدیاتی نمائندوں سے مشاورت کی جائے تاکہ ایک مؤثر اور بااختیار بلدیاتی نظام تشکیل دیا جاسکے۔ تحصیل کونسل کی چار سالہ مدت مکمل ہونے کے موقع پر منعقدہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے چیئرمین تحصیل کونسل ابراہیم شاہ نے کہا کہ ہزارہ ڈویژن میں اختتام پذیر ہونے والا بلدیاتی نظام صوبے کی تاریخ کا کمزور ترین نظام ثابت ہوا، کیونکہ منتخب نمائندوں کو ترقیاتی فنڈز اور انتظامی اختیارات سے محروم رکھا گیا، حالانکہ یہ اختیارات قانون میں موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ بلدیاتی نمائندے عوام سے کیے گئے انتخابی وعدے پورے کرنے میں اس لیے ناکام رہے کیونکہ انہیں وسائل اور اختیارات فراہم نہیں کیے گئے۔ ان کے مطابق انہوں نے 53 ہزار سے زائد ووٹ حاصل کیے تھے اور بالاکوٹ کے عوام کی خدمت کا عزم رکھتے تھے تاہم اختیارات کی کمی کے باعث عوام کی توقعات پر پورا نہیں اتر سکے۔ اجلاس میں شریک کونسلرز نے اپنے چار سالہ دور میں برسرِاقتدار رہنے والی منتخب اور نگراں حکومتوں کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا اور کہا کہ کسی بھی حکومت نے بلدیاتی اداروں کو مضبوط بنانے کے لیے مؤثر اقدامات نہیں کیے۔ ابراہیم شاہ نے کہا کہ مختلف سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے ویلج اور نیبرہڈ کونسلوں کے چیئرمین پورے دور میں بلدیاتی نظام کے استحکام کے لیے متحد رہے۔ انہوں نے خیبرپختونخوا حکومت سے مطالبہ کیا کہ صوبے بھر میں جلد از جلد بلدیاتی انتخابات کرائے جائیں، تاہم ایسا نظام متعارف کرایا جائے جو حقیقی معنوں میں بااختیار، وسائل سے لیس اور عوامی خدمت کے قابل ہو۔

کراچی میں سرکاری عمارتیں، یونین کمیٹیاں اور سڑکیں شمسی توانائی پر منتقل، کے ایم سی نے 75 کروڑ روپے مختص کردیے

کراچی

کراچی میٹروپولیٹن کارپوریشن نے آئندہ مالی سال 2026-27 کے بجٹ میں شہر کی سرکاری عمارتوں، یونین کمیٹیوں، سڑکوں اور دیگر عوامی انفرااسٹرکچر کو شمسی توانائی پر منتقل کرنے کے لیے 75 کروڑ روپے مختص کرنے کا اعلان کیا ہے۔ میئر کراچی بیرسٹر مرتضی وہاب نے کہا کہ اس منصوبے کا مقصد روایتی بجلی پر انحصار کم کرنا، توانائی کے اخراجات میں کمی لانا، قابلِ تجدید توانائی کو فروغ دینا اور لوڈشیڈنگ سے متاثرہ علاقوں میں شہری سہولیات کی بلاتعطل فراہمی کو یقینی بنانا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سولرائزیشن منصوبہ کراچی کے کاربن اخراج میں کمی لانے کے ساتھ ساتھ بلدیاتی اداروں کی کارکردگی بہتر بنانے میں بھی اہم کردار ادا کرے گا۔ ان کے مطابق موسمیاتی تبدیلیوں سے نمٹنے اور پائیدار توانائی کا فروغ جدید شہری انتظامیہ کی بنیادی ضرورت بن چکا ہے۔ مرتضی وہاب نے بتایا کہ دو سال قبل شہر بھر میں اسٹریٹ لائٹس کی تنصیب کے منصوبے کے ساتھ قابلِ تجدید توانائی کی جانب سفر کا آغاز کیا گیا تھا، جس کے تحت ہر یونین کمیٹی کو سیاسی وابستگی سے بالاتر ہو کر تقریباً 50 اسٹریٹ لائٹس فراہم کی گئیں۔ رواں مالی سال کے دوران شہر میں اسٹریٹ لائٹنگ کے نظام کی بہتری پر 11 کروڑ روپے سے زائد خرچ کیے گئے۔ انہوں نے کہا کہ شارع فیصل، شاہراہ فردوسی اور شاہراہ ایران سمیت اہم شاہراہوں پر روشنی اور شہری انفرااسٹرکچر میں نمایاں بہتری لائی گئی ہے، جس سے شہریوں کو سہولت اور شہر کی خوبصورتی میں اضافہ ہوا ہے۔ میئر کراچی کا کہنا تھا کہ کے ایم سی نے اپنے مرکزی دفتر کے بعض حصوں کو پہلے ہی شمسی توانائی پر منتقل کر دیا ہے، جس سے بجلی کے اخراجات میں نمایاں کمی آئی۔ انہی مثبت نتائج کی بنیاد پر اب اس منصوبے کو دیگر سرکاری دفاتر، یونین کمیٹیوں اور عوامی مقامات تک توسیع دی جا رہی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ موجودہ انتظامیہ نے محدود وسائل کے باوجود ترقیاتی منصوبوں، سڑکوں کی بحالی، پارکس، اسٹریٹ لائٹنگ، ڈیجیٹل گورننس، ریونیو اصلاحات اور دیگر بلدیاتی خدمات میں نمایاں بہتری لائی ہے اور عوام اپنے سامنے ہونے والے عملی کاموں کی بنیاد پر کے ایم سی کی کارکردگی کا خود جائزہ لے سکتے ہیں۔

وفاقی حکومت نے بجٹ میں کراچی کے مختلف جاری منصوبوں کے لیے فنڈز رکھنے کا فیصلہ کرلیا۔

اسلام آباد

ذرائع کے مطابق گرین لائن بس کراچی کے لیے 1 ارب 98 کروڑ روپے رکھنے کی تجویز ہے، جبکہ کراچی میں سڑکوں، گلیوں، نکاسی؟ آب، پانی کے مختلف منصوبوں کے لیے فنڈز تجویز کیے گئے ہیں۔ ضلع غربی کراچی میں انفرااسٹرکچر کی بحالی کے لیے 26 کروڑ روپے، ناظم آباد اور لیاقت آباد میں انفرااسٹرکچر کی بحالی کے لیے 37 کروڑ روپے رکھنے کی تجویز ہے۔ لانڈھی، زمان، کورنگی ٹاؤن میں سڑکوں، پانی، نکاسی، پلے گراؤنڈز کے لیے 35 کروڑ روپے، ضلع وسطی میں سڑکوں، گلیوں، پانی، نکاسی؟ آب کے لیے 4 کروڑ 50 لاکھ روپے تجویز کیے گئے ہیں۔

ضلع کورنگی، ملیر میں سڑکوں، گلیوں، نکاسی ءآب کے لیے 5 کروڑ روپے رکھنے کی تجویز دی گئی ہے، جبکہ وفاقی بجٹ میں کراچی کے لیے کچھ نئے منصوبے شروع کرنے کی تجویز بھی ہے دستاویز میں کہا گیا ہے کہ جناح میڈیکل کمپلیکس اینڈ ریسرچ سینٹر کراچی کے لیے 40 کروڑ روپے، نیشنل ریسرچ اینڈ فرٹیلیٹی کیئر کے اپ گریڈیشن منصوبے کے لیے 39 کروڑ روپے اور کراچی میں نیشنل یونیورسٹی آف نرسنگ کے قیام کے لیے 5 کروڑ روپے کی تجویز ہے

چشتیاں میں شہر کی خوبصورتی کے نام پر ہونے والے غیر معیاری تعمیراتی کام، شہریوں نے تحقیقات کا مطالبہ کردیا

چشتیاں

شہر کو خوبصورت بنانے اور دیگر ترقیاتی کاموں کے نام پہ جاری منصوبوں پہ ہونے والے تعمیراتی کاموں کے غیر معیاری ہونے پر سنگین سوالات اٹھ رہے ہیں۔ ماہرین اور شہریوں نے ان کاموں کی فوری تحقیقات کا مطالبہ کر دیا ہے۔ ذرائع کے مطابق ٹھیکیداروں کی جانب سے کیے جانیوالے بے دریغ تعمیراتی کام کا معیار انتہائی ناقص ہے۔ سیوریج سسٹم کے ڈیزائن میں بنیادی خامیاں پائی جاتی ہیں۔ ماہرین کے مطابق سیوریج کے بہاؤ کے لیے مناسب ڈھلان (Flow Proper Gradient) اور مین ہولز کے لیے بلند بنیاد (Plinth Level) ضروری ہے، اسکے علاوہ زیادہ تر مین ہولز نیچے سے کھلے چھوڑ دیئے جاتے ہیں جس کی وجہ سے گندے پانی کا زیرِ زمین رساؤ سلیج کو نیچے بٹھا دیتا ہے اور نکاسی آب کا نظام درست طریقے سے کام نہیں کرتا۔ مقامی ذرائع نے یہ بھی بتایا ہے کہ مقامی کمیونٹیز سے بغیر مشاورت کے اندھا دھند سرسبز درخت کاٹے جا رہے ہیں جس سے ماحولیاتی خطرات پیدا ہو رہے ہیں اور مقامی شہریوں کی زندگی بھی اجیرن ہوگئی ہے۔ سوال یہ بھی اٹھایا جا رہا ہے کہ کیا ان ٹھیکیداروں کے پاس اس نوعیت کے تعمیراتی کام کرنے کے لیے ضروری تکنیکی قابلیت اور تجربہ موجود ہے؟ شہریوں کے مطابق ان منصوبوں میں کام کے ناقص معیار پہ جس طرح سمجھوتہ کیا جا رہا ہے اس سے مقامی انتظامیہ کی ملی بھگت اور سیاسی سرپرستی بھی واضح نظر آتی ہے۔ عوامی حلقوں نے مطالبہ کیا ہے کہ ان تمام تعمیراتی منصوبوں کا از سرِنو مکمل جائزہ لیا جائے اور ان کی تحقیقات کسی معروف تعمیراتی کنسلٹنٹ فرم سے کروائی جائے اور ناقص اور غیر معیاری کام کرنے والے ٹھیکیداروں کے خلاف کارروائی کی جائے، اور مستقبل میں تعمیراتی کاموں کے لیے سیاسی اثر ورسوخ کی بجائے ٹھیکیداروں کی تکنیکی قابلیت کو بنیاد بنایا جائے۔ شہریوں نے مزید کہا کہ درختوں کی بلاوجہ کٹائی پر فوری پابندی عائد کی جائے۔

1993 میں تعمیر ہونے والی چشتیاں پوسٹ آفس کی عمارت خستہ حالی کا شکار

راولپنڈی

شہر میں واقع جنرل پوسٹ آفس کی عمارت شدید خستہ حالی اور بدحالی کا شکار ہو چکی ہے، جس کے باعث شہریوں اور ملازمین میں تشویش پائی جاتی ہے۔ ذرائع کے مطابق 1993 سے قبل تعمیر کی گئی یہ عمارت اپنی طبعی عمر پوری کر چکی ہے، جبکہ گزشتہ کئی دہائیوں کے دوران اس کی مناسب مرمت اور بحالی کا کام بھی نہیں کرایا گیا۔ عمارت کے دروازے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اور زنگ آلود ہو چکے ہیں، جبکہ دیواریں بوسیدہ ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف مقامات پر دراڑیں بھی پڑ چکی ہیں۔ بارشوں کے موسم میں چھتوں سے پانی ٹپکنے کی شکایات معمول بن چکی ہیں، جس سے عمارت کی کمزور حالت مزید خراب ہو رہی ہے۔ موقع پر موجود شہریوں کا کہنا ہے کہ پوسٹ آفس کے فرش پر جگہ جگہ گڑھے پڑ چکے ہیں اور عمارت کے مختلف حصے خستہ حالی کی واضح تصویر پیش کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ موجودہ صورتحال کسی بھی وقت کسی بڑے حادثے یا سانحے کا سبب بن سکتی ہے۔ شہریوں اور سماجی حلقوں نے وفاقی وزارت مواصلات اور محکمہ ڈاک کے اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ پوسٹ آفس کی عمارت کی ازسرنو تعمیر یا ہنگامی بنیادوں پر مرمت کے لیے فوری اقدامات کیے جائیں تاکہ ملازمین اور عوام کو محفوظ ماحول فراہم کیا جا سکے اور کسی ناخوشگوار واقعے سے بچا جا سکے۔ عوامی حلقوں کا کہنا ہے کہ اگر بروقت توجہ نہ دی گئی تو یہ خستہ حال عمارت مستقبل میں ایک بڑے سانحے کا سبب بن سکتی ہے، جس کی تمام تر ذمہ داری متعلقہ اداروں پر عائد ہوگی۔

نیو کراچی ٹاؤن میں پراجیکٹ ہزار گلیوں کی تعمیر کا کام تیزی سے جاری

کراچی

کراچی: سیکٹر 5 ایم نیو کراچی میں پراجیکٹ 1000 گلیوں کی تعمیر کا کام تیزی سے جاری ہے۔ اس منصوبے کے تحت گلیوں کی تعمیر نو اور مرمت کا کام انجام دیا جا رہا ہے، جس سے علاقے کے شہریوں کو سہولیات میسر آئیں گی۔ جنرل کونسلر محمد وسیم اور نوجوان کونسلر حافظ شیراز احمد اپنی محنت اور جانفشانی کے ساتھ میدانِ عمل میں موجود ہیں اور تعمیراتی کام کی نگرانی کر رہے ہیں۔ دونوں کونسلرز نے موقع پر موجودہ کام کا جائزہ لیا اور معیار کو یقینی بنانے کی ہدایات جاری کیں۔ یہاں موجود قیادت کے مطابق منصوبہ امیر جماعت اسلامی پاکستان حافظ نعیم الرحمن کے ویژن تحت مکمل کیا جا رہا ہے۔ اس عوامی خدمت کے منصوبے میں ٹاؤن چیئرمین نیو کراچی جناب محمد یوسف صاحب کے تعاون کو بھی سراہا گیا ہے۔ شہریوں اور علاقہ مکینوں نے جماعت اسلامی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ گلیوں کی تعمیر سے علاقے میں نقل و حرکت آسان ہو گی اور بارشوں کے موسم میں کیچڑ اور پانی بھرنے کے مسائل سے نجات ملے گی۔

ورلڈ بینک کا کراچی کے آبی منصوبوں پر سخت اظہارِ تشویش، تاخیر، ناقص نگرانی اور اصلاحات کی سست روی پر سنگین سوالات

کراچی

ورلڈ بینک نے کراچی واٹر اینڈ سیوریج سروسز امپروومنٹ پروجیکٹ (فیز 1 اور فیز 2) پر شدید تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے خبردار کیا ہے کہ خریداری کے عمل میں تاخیر، کمزور منصوبہ بندی، ماحولیاتی و سماجی تقاضوں کی خلاف ورزیاں، متاثرہ افراد کو معاوضوں کی عدم ادائیگی اور ادارہ جاتی اصلاحات میں سست روی منصوبوں کی کامیابی اور کراچی میں پانی کی فراہمی کے نظام کو بہتر بنانے کے اہداف کے لیے سنگین خطرہ بن سکتی ہے۔ ورلڈ بینک نے کراچی واٹر اینڈ سیوریج کارپوریشن کو ارسال کیے گئے ایک تفصیلی مراسلے میں دونوں منصوبوں کی پیش رفت کا جائزہ لیتے ہوئے متعدد فوری اصلاحی اقدامات کی ہدایت کی ہے۔ مراسلے کے مطابق KWSSIP-1، جو 30 جون 2026 کو مکمل ہونا ہے، کے کئی اہم کام تاحال نامکمل ہیں۔ ورلڈ بینک نے خاص طور پر اس بات پر تشویش ظاہر کی کہ دو غیر رسمی آبادیوں میں منصوبے سے متاثرہ افراد کو اب تک مکمل معاوضہ ادا نہیں کیا گیا، جبکہ منظور شدہ آبادکاری منصوبے پر بھی مکمل عمل درآمد نہیں ہو سکا۔ دوسری جانب KWSSIP-2 کی کارکردگی کو مزید تشویشناک قرار دیا گیا ہے۔ منصوبے کی منظوری کو تقریباً 16 ماہ گزرنے کے باوجود مجموعی فنڈنگ کا صرف ایک فیصد (16.3 ملین امریکی ڈالر) خرچ ہو سکا ہے، جو منصوبے پر انتہائی سست رفتار عمل درآمد کی نشاندہی کرتا ہے۔ ورلڈ بینک نے کے فور آگمنٹیشن منصوبے

پراجیکٹ مینجمنٹ کنسلٹنسی، نگرانی، ڈیزائن ریویو اور جی آئی ایس سے متعلق خریداری کے عمل میں غیر معمولی تاخیر پر بھی تشویش ظاہر کی ہے۔ بینک کے مطابق بعض کنسلٹنسی معاہدوں کو دوبارہ ٹینڈر کرنے کی ضرورت بھی پیش آ سکتی ہے۔ رپورٹ میں انکشاف کیا گیا کہ کے فور آگمنٹیشن کامن کوریڈور پر تعمیراتی سرگرمیاں متاثرہ افراد کو معاوضے کی مکمل ادائیگی سے قبل ہی شروع کر دی گئی تھیں، جو ورلڈ بینک کے ماحولیاتی و سماجی تحفظ کے طے شدہ اصولوں کی خلاف ورزی ہے۔ اس معاملے پر بینک نے بین الاقوامی ماہرین کی خدمات حاصل کرنے اور متاثرہ افراد کی آبادکاری کے منصوبے کا از سر نو جائزہ لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ ورلڈ بینک نے منصوبے میں ماحولیاتی نگرانی، شکایات کے ازالے کے نظام، آزاد مانیٹرنگ، تکنیکی معیار اور حفاظتی اقدامات میں بھی متعدد خامیوں کی نشاندہی کی ہے۔ رپورٹ میں پائپ لائنوں کے معیار، حفاظتی کوٹنگ، جوائنٹس کی مضبوطی، گیس پائپ لائن کی منتقلی اور گلشنِ اقبال فلائی اوور کے قریب ہونے والے نقصانات کی آزادانہ جانچ کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ ادارہ جاتی سطح پر بھی کراچی واٹر اینڈ سیوریج کارپوریشن کی استعداد، گورننس، بورڈ کی نمائندگی، عملے کی کمی اور مانیٹرنگ اینڈ ایویلیوایشن نظام کی عدم موجودگی کو منصوبے کی بڑی کمزوریاں قرار دیا گیا ہے۔ ورلڈ بینک نے خبردار کیا ہے کہ اگر ادارہ جاتی اصلاحات میں فوری پیش رفت نہ ہوئی تو اربوں روپے کی سرمایہ کاری کے باوجود منصوبے کے دیرپا نتائج حاصل نہیں ہو سکیں گے، جیسا کہ پہلے مرحلے میں بھی اصلاحات مطلوبہ اہداف حاصل کرنے میں ناکام رہی تھیں۔ بینک نے جون سے اگست 2026 تک مختلف مراحل پر مشتمل ایک جامع ایکشن پلان جاری کرتے ہوئے متاثرہ افراد کو معاوضوں کی ادائیگی، خریداری کے عمل میں تیزی، تکنیکی معیار کی تصدیق، ماحولیاتی و سماجی تقاضوں کی مکمل پابندی، عملے کی بھرتی، مانیٹرنگ سسٹم کی تکمیل اور ادارہ جاتی اصلاحات پر فوری عمل درآمد کی ہدایت کی ہے۔ ورلڈ بینک کے مطابق اگر فوری اصلاحی اقدامات نہ کیے گئے تو کراچی کے پانی کے شعبے کا یہ فلیگ شپ منصوبہ اپنے ترقیاتی اہداف حاصل کرنے میں مشکلات کا شکار ہو سکتا ہے، جس کے اثرات شہریوں کو بہتر پانی کی فراہمی اور شہری خدمات پر بھی مرتب ہوں گے۔

20 منٹ کی بارش، 15 گھنٹے بعد بھی صادق آباد زیرِ آب، نکاسی آب کا نظام ناکام

صادق آباد

صادق آباد میں محض 20 سے 30 منٹ کی بارش نے نکاسی آب کے نظام کی کارکردگی پر سنگین سوالات کھڑے کر دیے۔ بارش تھمنے کے تقریباً 15 گھنٹے گزرنے کے باوجود شہر کے متعدد رہائشی اور تجارتی علاقے پانی میں ڈوبے رہے، جس کے باعث شہریوں کو شدید مشکلات اور کاروباری سرگرمیوں کو نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔ متاثرہ علاقوں میں اولڈ صادق آباد، مرکزی بازار، مظہر فرید کالونی، پبلک کالونی، نیاز ٹاؤن، صادق کلب روڈ، عدالتی کمپلیکس اور دیگر اہم تجارتی مراکز شامل ہیں، جہاں سڑکوں اور گلیوں میں کھڑا پانی شہریوں کے لیے آمد و رفت میں رکاوٹ بنا رہا۔ شہریوں اور تاجروں کا کہنا ہے کہ اگر چند منٹ کی بارش کے بعد شہر کا یہ حال ہے تو مون سون کے دوران صورتحال مزید سنگین ہو سکتی ہے۔ ان کا مؤقف ہے کہ ہر سال نکاسی آب کے مؤثر انتظامات اور نالوں کی صفائی کے دعوے کیے جاتے ہیں، لیکن معمولی بارش بھی ان دعوؤں کی حقیقت آشکار کر دیتی ہے۔ مقامی کاروباری افراد کے مطابق بازاروں میں پانی جمع ہونے کے باعث خریداروں کی آمد متاثر ہوئی جبکہ متعدد دکانوں اور کاروباری مراکز کو مالی نقصان بھی پہنچا۔

شہریوں نے شکایت کی کہ کئی علاقوں میں گھنٹوں تک پانی نکالنے کے لیے کوئی مؤثر کارروائی نظر نہیں آئی۔ دوسری جانب چیف آفیسر بلدیہ اور متعلقہ اداروں کی کارکردگی عوامی تنقید کی زد میں آ گئی ہے۔ شہری حلقوں نے مطالبہ کیا ہے کہ نکاسی آب کے نظام کا فوری جائزہ لیا جائے، برساتی نالوں کی صفائی کو یقینی بنایا جائے اور مون سون سیزن سے قبل ہنگامی بنیادوں پر اقدامات کیے جائیں تاکہ مستقبل میں ایسی صورتحال سے بچا جا سکے۔ شہریوں کا کہنا ہے کہ صاف اور محفوظ شہری ماحول کی فراہمی مقامی انتظامیہ کی بنیادی ذمہ داری ہے اور اس سلسلے میں محض دعوؤں کے بجائے عملی اقدامات کی ضرورت ہے۔

قومی اسمبلی کی کمیٹی کا اسلام آباد میں آلودہ پانی اور ماحولیاتی خرابی پر اظہارِ تشویش، قدرتی ندی نالوں میں گندا پانی چھوڑنے کا نوٹس

اسلام آباد

قائمہ کمیٹی کا اجلاس قائم مقام چیئرپرسن ڈاکٹر شازیہ صوبیہ اسلم سومرو کی زیر صدارت منعقد ہوا، جس میں اسلام آباد کی آبی آلودگی، ماحولیاتی تحفظ، موسمیاتی مالیات، گرین ٹیکسانومی، فضائی معیار اور الیکٹرک وہیکل (EV) پالیسی سمیت مختلف امور کا جائزہ لیا گیا۔ اجلاس میں وزارت موسمیاتی تبدیلی کے حکام نے کمیٹی کو بتایا کہ قدرتی ندی نالوں میں غیر قانونی طور پر گندا پانی چھوڑنے کے خلاف کارروائیاں جاری ہیں، جبکہ راول ڈیم میں آلودگی کم کرنے کے لیے کورنگ نالہ سیوریج ٹریٹمنٹ پلانٹ پر بھی کام جاری ہے۔ کمیٹی کو بتایا گیا کہ نئے قومی فضائی معیار (National Ambient Air Quality Standards) ایشیائی ترقیاتی بینک (ADB) کی تکنیکی معاونت سے رواں سال حتمی شکل دیے جانے کا امکان ہے۔ وفاقی وزیر موسمیاتی تبدیلی و ماحولیاتی رابطہ مصدق ملک نے اجلاس کو بتایا کہ محدود مالی وسائل کے باوجود وزارت قومی اہمیت کے منصوبوں کو ترجیح دے رہی ہے، جن میں نباتاتی باغ (Botanical Garden)، فضائی معیار کی بہتری اور پانی کے معیار کی جانچ سے متعلق منصوبے شامل ہیں۔ اجلاس میں پاکستان کی الیکٹرک وہیکل (EV) پالیسی پر بھی بریفنگ دی گئی۔ حکام نے بتایا کہ ملک بھر میں 100 سے زائد ای وی چارجنگ اسٹیشنز کی منظوری دی جا چکی ہے، جبکہ اسلام آباد میں نئے قائم ہونے والے پیٹرول پمپس پر ای وی چارجنگ سہولت فراہم کرنا لازمی ہوگا۔ بیٹری ری سائیکلنگ پالیسی بھی تیار کر لی

گئی ہے جو منظوری کے مرحلے میں ہے۔ ارکان کمیٹی نے ای وی چارجنگ انفراسٹرکچر، الیکٹرک گاڑیوں کی قیمت، بیٹری ری سائیکلنگ، مقامی مینوفیکچرنگ اور طویل المدتی پائیداری سے متعلق سوالات اٹھائے۔ کمیٹی نے وزارت کو ہدایت کی کہ جینیاتی طور پر تبدیل شدہ اجسام (GMOs) اور بائیو سیفٹی پالیسی پر تفصیلی بریفنگ دی جائے، گاڑیوں کے اخراج کی جانچ کرنے والی تمام منظور شدہ لیبارٹریوں کی تفصیلات فراہم کی جائیں، جبکہ مارگلہ ہلز نیشنل پارک کی قانونی حدود اور حد بندی سے متعلق جامع رپورٹ بھی پیش کی۔

بہاولنگر میں نصب کئے گئے واٹر فلٹر پلانٹس غیر فعال، شہری پینے کے صاف پانی سے محروم

بہاولنگر

بہاولنگر میں پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے لیے مختلف ادوار میں قائم کیے گئے متعدد واٹر فلٹر پلانٹس غیر فعال ہونے کے باعث شہری آج بھی بنیادی سہولت سے محروم ہیں۔ شہریوں اور سماجی حلقوں نے متعلقہ حکام سے فوری نوٹس لینے اور بند فلٹر پلانٹس کو فعال بنانے کا مطالبہ کیا ہے۔ انسانی حقوق کی تنظیم کے عہدیدار میاں مشتاق احمد جوئیہ نے ایک نجی ٹی وی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ عوامی نمائندوں کی جانب سے مختلف علاقوں میں واٹر فلٹر پلانٹس تو نصب کیے گئے، تاہم ان میں سے بیشتر منصوبے فعال نہیں ہیں اور عوام کو ان سے کوئی عملی فائدہ نہیں پہنچ رہا۔ انہوں نے بتایا کہ جودھیانہ بستی میں قائم فلٹر پلانٹ مبینہ طور پر نصب ہونے کے بعد ایک دن بھی مکمل طور پر فعال نہیں ہو سکا، جبکہ فیصل کالونی اور ریگرہ بستی کے فلٹر پلانٹس بھی طویل عرصے سے بند پڑے ہیں۔ اسی طرح چشتیاں روڈ وکلا کالونی میں قائم فلٹر پلانٹ میں پانی کی فراہمی نہ ہونے کے برابر ہے، جبکہ جیل روڈ پر واقع فلٹر پلانٹ مکمل طور پر غیر فعال ہے۔ ماڈل ٹاؤن کا فلٹر پلانٹ بھی خستہ حالی اور ناقص دیکھ بھال کا شکار بتایا جاتا ہے۔ شہریوں کا کہنا ہے کہ واٹر فلٹر پلانٹس پر سرکاری وسائل خرچ کیے گئے لیکن مناسب نگرانی اور دیکھ بھال نہ ہونے کے باعث یہ منصوبے اپنی افادیت کھو چکے ہیں۔ ان کا موقف ہے کہ گرمی کے موسم میں صاف پانی کی عدم دستیابی نے عوامی مشکلات میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ سماجی رہنماؤں نے

ڈپٹی کمشنر بہاولنگر سے مطالبہ کیا ہے کہ تمام غیر فعال فلٹر پلانٹس کا فوری سروے کروا کر انہیں فعال بنایا جائے تاکہ شہریوں کو صاف اور محفوظ پینے کا پانی فراہم کیا جا سکے۔ شہری حلقوں کا کہنا ہے کہ منتخب عوامی نمائندوں کو بھی اس اہم مسئلے پر توجہ دینی چاہیے اور ترقیاتی منصوبوں کی صرف افتتاحی تقریبات تک محدود رہنے کے بجائے ان کی مسلسل نگرانی اور مؤثر آپریشن کو یقینی بنانا چاہیے۔ مقامی افراد کے مطابق صاف پانی ہر شہری کا بنیادی حق ہے اور متعلقہ اداروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کو اس بنیادی سہولت کی فراہمی کے لیے عملی اقدامات کریں۔

ٹھٹھہ اور سجاول میں پانی و نکاسی آب کے مسائل کے حل کے لیے 14 ارب روپے کا منصوبہ منظور

ٹھٹھ

سندھ حکومت نے ایشیائی ترقیاتی بینک کے مالی تعاون سے ضلع ٹھٹھہ اور سجاول میں پانی کی فراہمی اور نکاسی آب کے نظام کی بحالی کے لیے 14 ارب روپے کے بڑے منصوبے کی منظوری حاصل کر لی ہے۔ صوبائی وزیر ورکس، سروسز اینڈ جیل خانہ جات علی حسن زرداری نے صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ منصوبے کے تحت نکاسی آب کے نظام کو جدید بنایا جائے گا جبکہ خطے کی اہم آبی گزرگاہ جام برانچ کینال کی بحالی بھی کی جائے گی تاکہ پانی کی فراہمی کا نظام مزید مؤثر بنایا جا سکے۔ انہوں نے کہا کہ منصوبے میں کینجھر اور ہالیجی جھیلوں کو باہم منسلک کرنے کا بھی منصوبہ شامل ہے، جس سے میٹھے پانی کی بہتر تقسیم، مقامی ماحولیاتی نظام کے استحکام اور زیریں علاقوں میں زرعی سرگرمیوں کو فروغ ملے گا۔ علی حسن زرداری نے امید ظاہر کی کہ اس منصوبے سے دونوں اضلاع میں نکاسی آب کے دیرینہ مسائل حل ہوں گے، پانی کی دستیابی بہتر ہوگی اور ماحولیاتی پائیداری کو بھی فروغ ملے گا۔ انہوں نے کہا کہ وفاقی محصولات میں کمی کے باعث تمام صوبے مالی دباؤ کا شکار ہیں، کیونکہ فیڈرل بورڈ آف ریونیو (FBR) کی آمدنی ہدف سے کم رہی، جس کے نتیجے میں سندھ سمیت پنجاب، خیبر پختونخوا اور بلوچستان کے بجٹ بھی متاثر ہوئے ہیں۔ وزیر نے بتایا کہ سندھ حکومت اہم ترقیاتی اور عوامی فلاحی منصوبوں کو جاری رکھنے کے لیے ایشیائی ترقیاتی بینک سمیت بین الاقوامی ترقیاتی شراکت داروں کے ساتھ مسلسل رابطے میں ہے تاکہ مالی مشکلات کے باوجود بنیادی ڈھانچے کے منصوبے متاثر نہ ہوں۔ انہوں نے کہا کہ زیریں سندھ میں پانی کی شدید قلت پر پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت نے سنجیدہ نوٹس لیا ہے، جبکہ وزیراعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ اور صوبائی وزیر آبپاشی وفاقی حکام سے صوبوں کے درمیان پانی کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنانے کے لیے رابطے کر رہے ہیں۔ بعد ازاں علی حسن زرداری نے معروف ماہر آبپاشی، آبی امور کے ماہر اور مصنف انجینئر محمد اوبایو خان خشک کے انتقال پر ان کے اہل خانہ سے تعزیت بھی کی۔ انہوں نے مرحوم کو سندھ کے آبی حقوق کے لیے مضبوط آواز قرار دیتے ہوئے کہا کہ انجینئر اوبایو خان خشک نے اپنی پوری زندگی سندھ کے پانی کے حقوق کے تحفظ، تحقیق اور شواہد پر مبنی تجاویز پیش کرنے کے لیے وقف کر دی تھی۔

لاڑکانہ میں خسرہ کے کیسز میں کمی کا رجحان، ماہرین نے ویکسینیشن اور آگاہی بڑھانے پر زور دے دیا

لاڑکانہ

لاڑکانہ کے چانڈکا میڈیکل کالج چلڈرن ہسپتال میں خسرہ کے کیسز میں کمی کا رجحان سامنے آیا ہے، تاہم طبی ماہرین نے خبردار کیا ہے کہ کم ویکسینیشن کوریج، غذائی قلت، بچوں کو دودھ نہ پلانے اور عوامی آگاہی کی کمی کے باعث بیماری کے پھیلاؤ میں اضافہ ہوا۔ چلڈرن ہسپتال کے سربراہ پروفیسر ڈاکٹر شانتی لال کے مطابق مارچ سے مئی کے دوران چائلڈ ہیلتھ فاؤنڈیشن (CHF) کے ذریعے ایمرجنسی میں خسرہ کے 898 کیسز رپورٹ ہوئے، جنہیں ابتدائی معائنے کے بعد ہسپتال کے وارڈز میں منتقل کیا گیا۔ انہوں نے بتایا کہ مارچ اور مئی میں بالترتیب 304، 304 کیسز جبکہ اپریل میں 290 کیسز سامنے آئے۔ آؤٹ ڈور پیشنٹ ڈیپارٹمنٹ (OPD) کے اعداد و شمار کے مطابق ہر ماہ اوسطاً 150 مزید مریض بھی رپورٹ ہوئے۔ ضلعی محکمہ صحت کی سرویلنس افسر ڈاکٹر ماہک انڑ کے مطابق نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہیلتھ (NIH) کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ خطے کی تقریباً تمام یونین کونسلز سے خسرہ کے کیسز سامنے آئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مریض لاڑکانہ، شکارپور، جیکب آباد، دادو کے میہڑ، قمبر شہدادکوٹ اور بلوچستان کے بعض علاقوں سے بھی لائے گئے، جبکہ سب سے زیادہ کیسز قمبر شہدادکوٹ سے رپورٹ ہوئے۔ ڈاکٹر شانتی لال

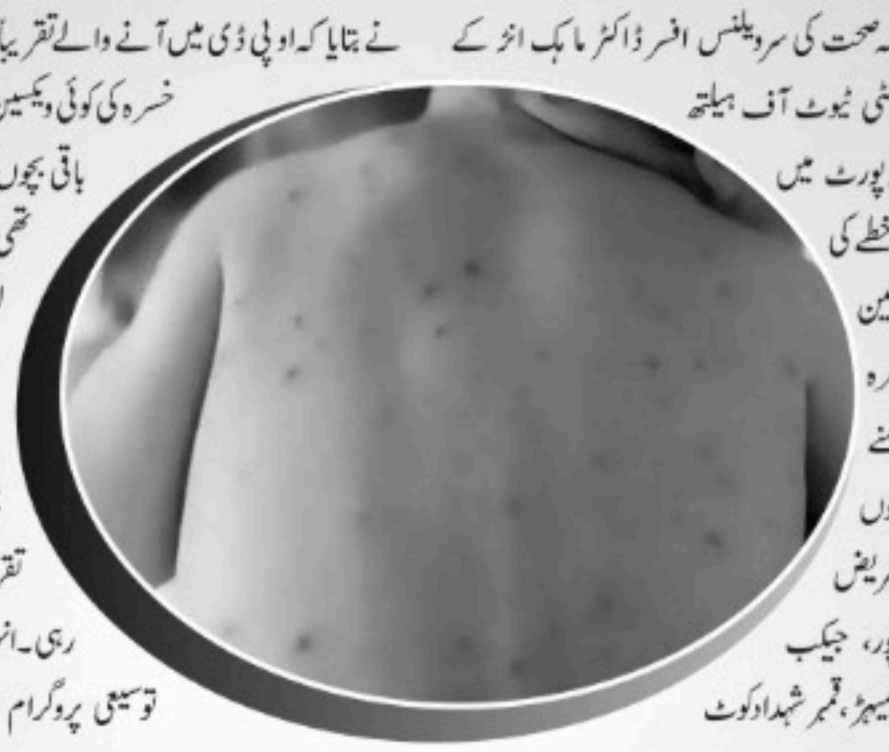

نے بتایا کہ او پی ڈی میں آنے والے تقریباً 50 فیصد بچوں نے خسرہ کی کوئی ویکسین نہیں لگوائی تھی جبکہ باقی بچوں کی ویکسینیشن نامکمل تھی۔ انہوں نے کہا کہ لڑکے اور لڑکیاں دونوں یکساں متاثر ہوئے اور متاثرہ بچوں کی اوسط عمر تقریباً تین سال رہی۔ انہوں نے کہا کہ توسیعی پروگرام برائے حفاظتی ٹیکہ جات (EPI) کی مکمل کوریج سے خسرہ کے پھیلاؤ میں نمایاں کمی لائی جا سکتی ہے۔ طبی ماہرین کے مطابق خسرہ کے ساتھ غذائی قلت اور دیگر بیماریوں کے مسائل بھی سامنے آئے ہیں۔ ہسپتال میں زیر علاج دو بچوں میں ایچ آئی وی کی تشخیص بھی ہوئی ہے۔ شدید بیمار بچوں کے علاج کے لیے سندھ انسٹیٹیوٹ آف چائلڈ ہیلتھ اینڈ نیونیٹولوجی (SICHN) نے چلڈرن ہسپتال میں 10 بستروں پر مشتمل انتہائی نگہداشت یونٹ (ICU) قائم کیا ہے۔ ادارے کے انچارج عمران بھٹو کے مطابق خصوصی یونٹ اور تربیت یافتہ عملے نے علاقے میں بیمار بچوں کے علاج میں اہم سہولت فراہم کی ہے۔ طبی عملے کے مطابق خسرہ کی وبا اپریل اور مئی میں عروج پر تھی، تاہم جون میں کیسز کی تعداد میں کمی آنا شروع ہوگئی ہے۔ ماہرین نے حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ پولیو مہمات کی طرز پر خسرہ سے بچاؤ کے لیے بڑے پیمانے پر ویکسینیشن مہم شروع کی جائے اور بچوں کو ماں کا دودھ پلانے کی اہمیت سے متعلق آگاہی بڑھائی جائے۔

پنجاب میں پولیو وائرس کی گردش میں نمایاں کمی، حکام نے مسلسل نگرانی پر زور دے دیا

لاہور

پنجاب میں پولیو وائرس کے پھیلاؤ میں نمایاں کمی رپورٹ ہوئی ہے، جبکہ صوبائی حکام کے مطابق ویکسینیشن مہمات کی بہتر کارکردگی، موثر نگرانی اور حفاظتی ٹیکوں کی کوریج میں اضافے کے باعث پولیو کے خاتمے کی کوششوں میں اہم پیش رفت ہوئی ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی فوکل پرسن برائے پولیو اور رکن پنجاب اسمبلی عظمیٰ کاردار نے پولیو کے خاتمے سے متعلق میڈیا سیشن سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہر بچے کو پولیو سے محفوظ رکھنا پنجاب حکومت کی اولین ترجیحات میں شامل ہے، تاہم مکمل خاتمے کے لیے مسلسل اقدامات اور اجتماعی کوششیں ناگزیر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ماحولیاتی نگرانی کے اعداد و شمار کے مطابق گزشتہ برسوں کے مقابلے میں پولیو وائرس کی نشاندہی میں نمایاں کمی آئی ہے، جو بہتر مہمات، مضبوط نگرانی کے نظام اور ویکسینیشن سرگرمیوں کے موثر نفاذ کا نتیجہ ہے۔ عظمیٰ کاردار نے لاہور میں ہونے والی پیش رفت کو خصوصی طور پر اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ ماضی میں آبادی کے حجم، شہری نقل و حرکت، مہاجر آبادیوں اور پسماندہ علاقوں کے باعث لاہور پولیو کے حوالے سے ایک حساس ضلع سمجھا جاتا تھا تاہم موثر منصوبہ بندی، ہائی رسک یونین کونسلز میں خصوصی اقدامات، بہتر مانیٹرنگ اور موبائل و مہاجر آبادی تک رسائی کے باعث صورتحال میں نمایاں بہتری آئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ کمیونٹی رابطہ کاری کے اقدامات سے ویکسینیشن پر عوامی اعتماد میں اضافہ ہوا ہے اور زیادہ خطرے والے علاقوں میں بچوں کی ویکسینیشن کوریج بہتر ہوئی ہے۔ انہوں نے خبردار کیا کہ چند بچے بھی اگر ویکسین سے محروم رہ جائیں تو وائرس کی منتقلی جاری رہ سکتی ہے، اس لیے تمام اداروں اور شراکت داروں کو ہر بچے تک پہنچنے کے لیے اپنی کوششیں جاری رکھنا ہوں گی۔ پنجاب اسمبلی کے چیف وہپ رانا محمد ارشد نے بھی پولیو کے خاتمے کے لیے محکمہ صحت، ضلعی انتظامیہ، ترقیاتی شراکت داروں اور فرنٹ لائن ورکرز کی کوششوں کو سراہتے ہوئے کہا کہ پنجاب پولیو فری مستقبل کے حصول کے قریب پہنچ چکا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وائرس کی گردش میں کمی اور پولیو مہمات میں رہ جانے والے بچوں کے کلسٹرز میں تقریباً 41 فیصد کمی موثر حکمت عملی، اعداد و شمار پر مبنی منصوبہ بندی اور حکومتی نگرانی کا نتیجہ ہے۔ مقررین نے پولیو کے خاتمے میں میڈیا کے کردار کو بھی اہم قرار دیتے ہوئے کہا کہ درست معلومات کی فراہمی، عوامی آگاہی اور ویکسین سے متعلق غلط فہمیوں کے خاتمے کے لیے میڈیا کا تعاون ناگزیر ہے۔

سندھ کے صحت بجٹ میں بنیادی صحت کے شعبے کو نظر انداز کرنے پر پی ایم اے کا اظہارِ تشویش

کراچی

پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن نے مالی سال 27-2026 کے لیے سندھ حکومت کے 16.393 ارب روپے کے صحت بجٹ کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے بنیادی صحت، بیماریوں سے بچاؤ اور پرائمری ہیلتھ کیئر کے شعبوں کو نظر انداز کرنے پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ پی ایم اے کی جانب سے جاری بیان میں کہا گیا ہے کہ اگرچہ سندھ حکومت مختلف غیر سرکاری اداروں، پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپس اور خود مختار طبی اداروں کے لیے اربوں روپے کے فنڈ مختص کر رہی ہے، تاہم عوامی صحت کے بنیادی ستون، جن میں بیماریوں کی روک تھام اور ابتدائی طبی سہولیات شامل ہیں، مناسب توجہ حاصل نہیں کر رہے۔ پی ایم اے کے مطابق صحت کے مجموعی بجٹ کا بڑا حصہ انتظامی امور، سرکاری اخراجات اور تنخواہوں پر خرچ ہو جاتا ہے، جبکہ ویکسینیشن، بیماریوں سے بچاؤ اور نچلی سطح پر صحت کی سہولیات کے لیے مطلوبہ وسائل دستیاب نہیں ہو پاتے۔ تنظیم نے کہا کہ بجٹ میں شہری علاقوں کے بڑے علاج معالجے کے مراکز کو زیادہ ترجیح دی گئی ہے، جبکہ بنیادی صحت مراکز (BHU)، دیہی صحت مراکز (RHC) اور کمیونٹی سطح کی صحت سہولیات کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ پی ایم اے کا کہنا ہے کہ صرف بڑے ہسپتالوں اور مہنگے علاج کے نظام پر انحصار طویل المدتی طور پر پائیدار نہیں، کیونکہ صحت کے بہتر نتائج کے لیے بیماریوں کی روک تھام، غذائیت، حفاظتی ٹیکہ جات، ماں اور بچے کی صحت اور بنیادی طبی نگہداشت پر سرمایہ کاری ضروری ہے۔ بیان میں کہا گیا کہ خطے کے کئی ممالک نے بنیادی صحت کے مضبوط نظام کے ذریعے نمایاں کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ سری لنکا، تھائی لینڈ، بنگلہ دیش اور ایران کی مثال دیتے ہوئے پی ایم اے نے کہا کہ ان ممالک نے مقامی سطح پر بنیادی صحت کے ڈھانچے، کمیونٹی کلینکس اور تربیت یافتہ صحت کارکنوں پر توجہ دے کر صحت کے اشاریوں میں بہتری حاصل کی۔ پی ایم اے نے سندھ میں بڑے شہری منصوبوں اور مخصوص اداروں کے لیے مختص فنڈز کے مقابلے میں دیہی اور مقامی سطح کے صحت مراکز کو زیادہ اہمیت دینے کی ضرورت پر زور دیا تاکہ عوام کو بروقت اور معیاری صحت سہولیات فراہم کی جا سکیں۔

عالمی معیار کے مطابق خاتون کے صرف تین سی سیکشن مناسب ہیں، چار سے پانچ سی سیکشن خطرناک ہیں: وزیر صحت سندھ

کراچی

وفاقی وزارت صحت کے پاپولیشن پروگرام ونگ اور یو این ایف پی اے کے تعاون سے کنٹری انگیجمنٹ ورکنگ گروپ کے 40ویں اجلاس میں وزیر صحت سندھ ڈاکٹر عذرا فضل پیچوہو نے کہا ہے کہ عالمی معیار کے مطابق ایک خاتون کے تین سی سیکشن آپریشن مناسب سمجھے جاتے ہیں، تاہم پاکستان میں خواتین کے چار سے پانچ سی سیکشن بھی ہو رہے ہیں۔ کراچی کے مقامی ہوٹل میں منعقدہ دو روزہ اجلاس میں وفاقی سیکرٹری صحت محمد اسلم غوری، سیکرٹری محکمہ بہبود آبادی سندھ حفیظ اللہ عباسی، سیکرٹری محکمہ بہبود آبادی خیبر پختونخوا ڈاکٹر انیلہ درانی، ڈی جی پاپولیشن پلاننگ ونگ شبانہ سلیم سمیت دیگر حکام نے شرکت کی۔ وزیر صحت سندھ نے کہا کہ زیادہ سی سیکشن آپریشنز کی وجہ سے بعض خواتین کی بچہ دانی نکالنا پڑتی ہے جس کے بعد فسٹولا اور دیگر بیماریوں کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بہتر ہے کہ تیسری زچگی میں عورت اپنی نس بندی کروا لے۔ ڈاکٹر عذرا فضل پیچوہو نے زور دیا کہ خاندانی منصوبہ بندی محض عورتوں کی ذمہ داری نہیں بلکہ مرد حضرات کو بھی اس میں اپنا کلیدی کردار ادا کرنا ہوگا۔ انہوں نے بتایا کہ گزشتہ سال محکمہ بہبود آبادی سندھ نے 5 ہزار سے زائد ایسے مردوں کی نس بندی کی جن کی فیملی مکمل ہو چکی تھی۔ انہوں نے مزید بتایا کہ بڑے اسپتالوں میں وہ علاحدہ کمرے قائم کیے گئے ہیں جہاں گائنی اور آر ایچ ایس سنٹرز آنے والے مردوں کو میل موبلائزرز کے ذریعے مانع حمل کی ضرورت سے آگاہ کیا جائے گا۔ وفاقی سیکرٹری صحت محمد اسلم غوری نے کہا کہ قومی اسٹریٹجک پلان آبادی سے متعلق چیلنجز سے نمٹنے کے لیے جامع فریم ورک فراہم کرتا ہے۔ ڈی جی پاپولیشن پلاننگ ونگ شبانہ سلیم نے بتایا کہ سندھ میں شروع کیا گیا ای سی آر نظام دیگر صوبوں نے بھی اپنا لیا ہے۔ اجلاس کے اختتام پر محکمہ بہبود آبادی سندھ کی جانب سے تیار کردہ پاکستان کے پہلے سرکاری اے آئی کال اسسٹنٹ کو سراہا گیا، جو مختلف مقامی اور بین الاقوامی زبانوں میں خاندانی منصوبہ بندی اور مانع حمل طریقوں سے متعلق معلومات فراہم کرتا ہے۔

سوات

محرم الحرام کی تعطیلات کے دوران وادی سوات میں آنے والے ہزاروں سیاحوں کے باعث مدین، بحرین، کالام، مالم جبہ، مہوڈنڈ جھیل اور دیگر سیاحتی مقامات کو جانے والی سڑکوں پر شدید ٹریفک جام دیکھنے میں آیا، جس سے سیاحوں کے ساتھ مقامی شہری بھی گھنٹوں گاڑیوں میں پھنسے رہے۔سوات۔ کالام مرکزی شاہراہ پر گاڑیوں کی طویل قطاروں کے باعث معمولاتِ زندگی شدید متاثر ہوئے۔ مقامی افراد کا کہنا ہے کہ ہر تعطیلاتی سیزن میں سیاحوں کی بڑی تعداد کی آمد کے باوجود مؤثر ٹریفک مینجمنٹ نہ ہونے سے شہریوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔شہریوں معیشت کو فائدہ ضرور پہنچتا ہے، تاہم بالائی سوات میں گاڑیوں کے بڑھتے ہوئے دباؤ کے پیش نظر مناسب منصوبہ بندی نہ ہونے کے باعث ٹریفک کے مسائل مسلسل سنگین ہوتے جا رہے ہیں۔بحرین کے رہائشی محمد اسرار نے مطالبہ کیا کہ تعطیلات اور سیاحتی سیزن کے دوران جامع ٹریفک مینجمنٹ پلان نافذ کیا جائے تا کہ مریضوں، بزرگ شہریوں اور مقامی آبادی کو بروقت آمدورفت کی

سیاحوں کے غیر معمولی رش سے وادی سوات میں شدید ٹریفک جام، مقامی شہری مشکلات کا شکار

کے مطابق ٹریفک جام کی وجہ سے ہسپتالوں، بازاروں، تعلیمی اداروں اور دفاتر تک بروقت پہنچنا مشکل ہو گیا، جبکہ علاج کی غرض سے سفر کرنے والے مریضوں کو بھی شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔مقامی آبادی کا کہنا ہے کہ سیاحت سے علاقے کی سہولت میسر آ سکے۔مدین کے رہائشی شہزاد خان نے کہا کہ مختصر فاصلے طے کرنے میں بھی کئی گھنٹے لگ جاتے ہیں، اس لیے متعلقہ ادارے گاڑیوں کی آمد کو منظم کرنے اور ٹریفک کے بہاؤ کو بہتر بنانے کے لیے مؤثر اقدامات کریں۔کالام کے رہائشی نیاز علی نے کہا کہ ہر تعطیلاتی موسم میں یہی صورتحال پیدا ہوتی ہے، جس سے طلبہ، مریضوں اور مقامی آبادی کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔انہوں نے مطالبہ کیا کہ سیاحتی علاقوں میں ٹریفک کے مستقل اور مؤثر انتظام کے لیے جامع نظام متعارف کرایا جائے۔واضح رہے کہ سوات پاکستان کے مقبول ترین سیاحتی مقامات میں شمار ہوتا ہے، جہاں محرم کی تعطیلات کے دوران ملک بھر سے آنے والے سیاحوں کے باعث شاہراہوں پر غیر معمولی ٹریفک کا دباؤ دیکھنے میں آیا۔

کوئٹہ

بلوچستان گڈز ٹرک اونرز ایسوی ایشن کے وفد نے موٹروے پولیس سملی مین آفس کا دورہ کیا، جہاں ڈرائیونگ لائسنس اتھارٹی کے امور کے حوالے سے ایس پی موٹروے محمد ایوب اور ڈی ایس پی بشارت خان سے تفصیلی ملاقات کی۔وفد میں ایسوی ایشن کے مرکزی صدر حاجی نور محمد شاہوانی، سیکرٹری حاصل ہوگی۔انہوں نے موٹروے پولیس سے درخواست کی کہ

ڈرائیونگ لائسنس کا نظام موٹروے پولیس کے سپرد، ٹرانسپورٹرز نے اقدام کا خیر مقدم کیا

اطلاعات حاجی روزی خان مندوخیل، نائب صدر حاجی ظاہر شاہ یوسف زئی اور حاجی اللہ نظر شامل تھے۔ملاقات کے دوران ٹرانسپورٹرز نے ڈرائیونگ لائسنس کے اجراء کے نظام کو موٹروے پولیس کے زیر انتظام لانے کے اقدام کا خیر مقدم کرتے ہوئے اس پر اطمینان کا اظہار کیا۔اس موقع پر مرکزی صدر حاجی نور محمد شاہوانی نے کہا کہ ڈرائیونگ لائسنس کے معاملات موٹروے پولیس کے سپرد ہونے سے ٹرانسپورٹرز، خصوصاً پیشہ ور ڈرائیوروں، کو نمایاں سہولت لائسنس کے اجراء کے عمل میں مکمل تعاون فراہم کیا جائے تا کہ ڈرائیور آسان اور شفاف طریقہ کار کے تحت اپنے لائسنس حاصل کر سکیں۔ایس پی موٹروے محمد ایوب اور ڈی ایس پی بشارت خان نے وفد کا خیر مقدم کرتے ہوئے یقین دہانی کرائی کہ موٹروے پولیس ڈرائیور برادری کے ساتھ ہر ممکن تعاون کرے گی اور ڈرائیونگ لائسنس کے حصول کے عمل کو مزید آسان، مؤثر اور سہل بنانے کے لیے تمام دستیاب وسائل بروئے کار لائے جائیں گے۔

لاہور

وزیراعلیٰ پنجاب مریم نواز نے کہا ہے کہ پنجاب میں روڈز انفراسٹرکچر کی بہتری اور جدید ٹرانسپورٹ کیلئے اربوں روپے کے میگا منصوبے شروع کیے ہیں۔صوبے بھر میں 000,30 کلومیٹر سے زائد سڑکوں کی تعمیر و مرمت کی جا چکی ہے۔سیاحوں اور مقامی افراد کی سہولت

تحت مختلف اضلاع میں روڈز کی تعمیر و مرمت کا کام تیزی سے تکمیل کی جانب گامزن ہے۔صوبے بھر میں روڈز کے بنیادی ڈھانچے کی بحالی کے لیے تاریخی اور مثالی پروگرام شروع ہے۔وزیراعلیٰ نے سڑکوں کی تعمیر و مرمت اور بحالی پراجیکٹ میں ٹائم لائن، کوالٹی اور شفافیت یقینی بنانے کی ہدایت کی۔انہوں نے

پنجاب میں روڈز انفراسٹرکچر کی بہتری، جدید ٹرانسپورٹ کیلئے میگا منصوبے شروع کیےہیں، وزیراعلیٰ مریم نواز

کے لیے ریسٹوریشن آف روڈز پروگرام کے تحت مری کی اہم شاہراہوں کی بحالی مکمل کی گئی ہے۔لاہور سمیت پنجاب کے بڑے شہروں میں جدید ٹریفک سسٹم رائج کرنے کا حکم، تمام نئی بننے والی روڈز پر سولر اسٹریٹ لائٹس کی تنصیب کو لازمی قرار۔فیصل آباد اور گوجرانوالہ میں عوام کو جدید سفری سہولیات کی فراہمی کیلئے ماس ٹرانزٹ منصوبوں پر کام جاری، کوالٹی اور شفافیت یقینی بنانے کی ہدایت۔پیغام میں کہا کہ چیف منسٹر پنجاب کا عہد سنبھالا تو میرے والد نواز شریف نے سب سے زیادہ حوصلہ افزائی کی، والدہ اور والد نے ہمیشہ غریب اور نادار افراد کی خدمت کی تلقین کی۔تفصیلات کے مطابق وزیراعلیٰ کی ہدایت پر "سی ایم لوکل روڈز" پروگرام کے لاہور سمیت تمام بڑوں شہروں میں لین اور لائن کی پابندی ضروری قرار دیا ہے۔انہوں نے فیصل آباد، گجرات، گوجرانوالہ، راولپنڈی، ملتان میں اربوں روپے کے ٹرانسپورٹ انفراسٹرکچر اور بس اسٹاپس بنانے کی منظوری بھی دے رکھی ہے۔ وزیراعلیٰ کی ہدایت پر فیصل آباد اور گوجرانوالہ میں عوام کو جدید سفری سہولیات کی فراہمی کے لئے ماس ٹرانزٹ منصوبوں پر بھی کام جاری ہے۔مریم نواز نے لاہور سمیت پنجاب کے بڑے شہروں میں جدید ٹریفک سسٹم رائج کرنے کا حکم دیا ہے۔ وزیرعلیٰ نے تمام نئی بننے والی روڈز پر سولر اسٹریٹ لائٹس کی تنصیب کو لازمی قرار دیا ہے۔

کراچی

کراچی میں پبلک ٹرانسپورٹ آپریٹرز نے حکام کے ساتھ کامیاب مذاکرات کے بعد چار روز سے جاری پہیہ جام ہڑتال ختم کرنے کا اعلان کردیا، جس کے بعد شہر بھر میں ہزاروں بسیں، منی بسیں اور کوچز دوبارہ سڑکوں پر آنا شروع ہوگئیں، جبکہ شہریوں نے بھی سکھ کا سانس لیا۔کراچی ٹرانسپورٹ اتحاد (KTI) کے صدر حاجی طواب خان نے بتایا کہ کراچی کمشنر سید حسن نقوی کی سربراہی میں ہونے والے مذاکرات میں سیکریٹری ٹرانسپورٹ، سیکریٹری ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی، ڈی آئی جی ٹریفک اور محکمہ ایکسائز کے اعلیٰ حکام نے شرکت کی۔انہوں نے کہا کہ ٹرانسپورٹرز کے اہم مطالبات، جن میں ای چالان، ڈبل بائیومیٹرک تصدیق اور تھرڈ پارٹی انشورنس سے متعلق مسائل شامل تھے، پر حکام نے مثبت یقین دہانی اقساط پر خریدی جاتی ہیں اور ان کی ملکیت کی منتقلی میں وقت درکار ہوتا ہے۔اس لیے حکومت سے اس معاملے میں مناسب مہلت دینے کی درخواست کی گئی ہے۔تھرڈ پارٹی انشورنس کے حوالے سے انہوں نے واضح کیا کہ ٹرانسپورٹرز

کراچی میں ٹرانسپورٹرز کی چار روزہ ہڑتال ختم، ہزاروں بسیں سڑکوں پر واپس آگئیں

کرائی ہے۔ان کے مطابق بعض مسائل فوری طور پر حل کیے جائیں گے جبکہ دیگر معاملات آئندہ 30 روز کے اندر نمٹا دیے جائیں گے۔حاجی طواب خان نے بتایا کہ ٹرانسپورٹرز کا بنیادی مطالبہ 5007 روپے کے ای چالان جرمانے میں کمی کرنا تھا۔انہوں نے حکومت کو تجویز دی ہے کہ جرمانے کو کم کر کے 0002 روپے مقرر کیا جائے۔انہوں نے کہا کہ ڈبل بائیومیٹرک تصدیق کی شرط بھی ٹرانسپورٹرز کے لیے مشکلات کا باعث بن رہی ہے، کیونکہ زیادہ تر گاڑیاں انشورنس کے مخالف نہیں، تاہم انہیں کسی مخصوص کمپنی سے انشورنس لینے کا پابند نہ بنایا جائے۔ان کا کہنا تھا کہ انشورنس کی فیس وقت کے ساتھ بڑھ کر 12 ہزار روپے تک پہنچ چکی ہے، جس پر نظرثانی کی ضرورت ہے۔کراچی ٹرانسپورٹ اتحاد کے مطابق شہر میں تقریباً 7 ہزار سے 5007 بسیں، منی بسیں اور کوچز چلتی ہیں، جن میں سے متعدد گاڑیاں ہڑتال ختم ہونے کے فوراً بعد سڑکوں پر واپس آنا شروع ہوگئیں، جس سے شہریوں کی آمدورفت کی مشکلات میں نمایاں کمی آئی۔

راولپنڈی

ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی نے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں نمایاں کمی کے بعد راولپنڈی ریجن میں پبلک اور مال بردار ٹرانسپورٹ کے کرایوں میں 12 سے 18 فیصد تک کمی کا اعلان کردیا ہے۔نجی بس آپریٹرز نے بھی بین الاضلاعی روٹس پر کرایوں میں نمایاں کمی کر دی ہے۔حکام کے مطابق آر ٹی اے

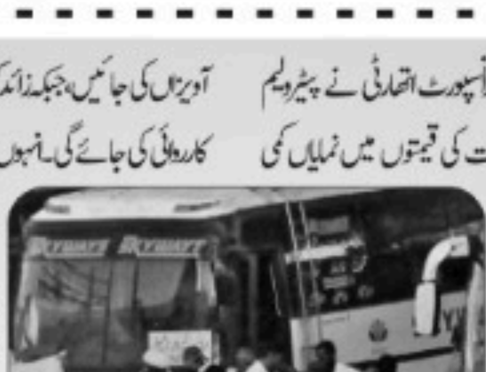

آویزاں کی جائیں، جبکہ زائد کرایہ وصول کرنے والے ٹرانسپورٹرز کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔انہوں نے شہریوں سے اپیل کی کہ اگر کوئی ٹرانسپورٹر مقررہ نرخوں سے زیادہ کرایہ وصول کرے تو وہ 1071 پر شکایت درج کرائیں۔اس مقصد کے لیے شکایات کے اندراج کا باقاعدہ نظام بھی فعال کردیا گیا ہے۔نجی بس آپریٹرز کے مطابق اسلام آباد سے لاہور کے بزنس کلاس کا کرایہ 5003

راولپنڈی ریجن میں پبلک ٹرانسپورٹ کے کرایوں میں 12 سے 18 فیصد کمی کا اعلان

سیکریٹری اور ٹرانسپورٹ یونینز کے نمائندوں کے درمیان ہونے والے اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ایندھن کی قیمتوں میں تقریباً 20 فیصد کمی کا فائدہ براہ راست عوام تک پہنچایا جائے۔نظرثانی شدہ کرایوں کے مطابق ڈیزل سے چلنے والی ایئر کنڈیشنڈ مسافر گاڑیوں کے کرایوں میں 12 فیصد، نان اے سی ڈیزل گاڑیوں اور پیٹرول سے چلنے والی پبلک ٹرانسپورٹ کے کرایوں میں 15 فیصد جبکہ مال بردار ٹرانسپورٹ کے کرایوں میں 18 فیصد کمی کی گئی ہے۔آر ٹی اے سیکریٹری سید اسد عباس شیرازی نے بتایا کہ نئے کرایوں کا اطلاق فوری طور پر کردیا گیا ہے۔انہوں نے ہدایت کی کہ تمام ٹرانسپورٹ اڈوں پر نئی کرایہ نامہ فہرستیں نمایاں طور پر روپے سے کم ہو کر 0803 روپے جبکہ ایگزیکٹو کلاس کا کرایہ 3702 روپے سے کم ہو کر 0902 روپے کردیا گیا ہے۔اسی طرح اسلام آباد سے ملتان کے بزنس کلاس کا کرایہ 2004 روپے سے کم ہو کر 0604 روپے اور ایگزیکٹو کلاس کا کرایہ 9902 روپے سے کم ہو کر 8502 روپے مقرر کیا گیا ہے۔واضح رہے کہ وزیراعظم شہباز شریف نے گزشتہ روز پیٹرول کی قیمت میں 74 روپے فی لیٹر اور ہائی اسپیڈ ڈیزل کی قیمت میں 67 روپے فی لیٹر کمی کا اعلان کیا تھا، جس کے بعد مختلف شعبوں میں عوام کو ریلیف منتقل کرنے کے اقدامات کیے جا رہے ہیں۔

لاہور

اقوام متحدہ کے ادارہ برائے خوراک و زراعت (FAO) نے موسمیاتی تبدیلیوں کے اثرات سے نمٹنے اور زرعی شعبے کو زیادہ مضبوط بنانے کے لیے پنجاب اور سندھ میں موسمیاتی لچکدار زراعت اور بہتر آبی انتظام کے منصوبے پر کام شروع کر دیا ہے، جس کے تحت جنوبی پنجاب کے کپاس اور چاول کے کاشتکاروں کو فصلوں کے مخصوص مراحل کے مطابق موسمیاتی مشورے فراہم کیے جائیں گے۔ یہ منصوبہ Indus the "Transforming Agriculture Resilient Climate with Basin استعداد کو مضبوط کرنا ہے۔ گرین کلائمیٹ فنڈ کے مطابق اس منصوبے سے تقریباً 13 لاکھ افراد براہ راست جبکہ ایک کروڑ 60 لاکھ افراد بالواسطہ مستفید ہوں گے۔ ایف اے او نے پاکستان میٹرولوجیکل ڈیپارٹمنٹ (PMD) کے تعاون سے منصوبے کے علاقوں میں 24 خودکار موسمیاتی اسٹیشنز نصب کیے ہیں، جن میں 15 پنجاب اور 9 سندھ میں شامل ہیں۔ ان اسٹیشنز کی مدد سے فصلوں کے لیے اثرات پر مبنی موسمیاتی پیشگوئی (Forecasting Impact-Based) تیار کی جا رہی ہے۔ ملتان میں منعقدہ دو روزہ ورکشاپ میں کپاس اور چاول کی کے لیے مشترکہ حکمت عملی تشکیل دینا تھا۔ اجلاس میں کپاس اور چاول کی فصلوں کو درپیش تین بڑے موسمی خطرات، جن میں شدید بارشیں، پانی کی کمی اور شدید درجہ حرارت شامل ہیں، کے لیے مرحلہ وار حکمت عملی پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ ایف اے او پنجاب کی سربراہ ایمیلڈا ایپر سیحنا

جنوبی پنجاب کے کاشتکاروں کے لیے فصلوں کے مطابق موسمیاتی مشاورتی نظام متعارف کرانے کا منصوبہ

Management" Water and کے تحت نافذ کیا جا رہا ہے، جسے گرین کلائمیٹ فنڈ (GCF) کی مالی معاونت اور پنجاب و سندھ حکومتوں کے تعاون سے مکمل کیا جا رہا ہے۔ منصوبے کا مقصد سندھ طاس کے کمزور طبقات سے تعلق رکھنے والے کسانوں میں موسمیاتی تبدیلیوں کے مقابلے کی صلاحیت بڑھانا، زرعی پیداوار میں بہتری لانا اور ادارہ جاتی خریف فصلوں کے لیے موسمیاتی مشاورتی نظام کو حتمی شکل دینے پر غور کیا گیا۔ ورکشاپ میں ایف اے او، محکمہ موسمیات، محکمہ آن فارم واٹر مینجمنٹ، محکمہ زراعت توسیع، زرعی تحقیقاتی اداروں، سول سوسائٹی، ماہرین تعلیم اور پانچ اضلاع کے کسان نمائندوں نے شرکت کی۔ ورکشاپ کا مقصد موسمیاتی معلومات کو کسانوں کے لیے قابلِ عمل اور فصل کے مطابق مشوروں میں تبدیل کرنے نے کہا کہ موسمیاتی معلومات کو کسانوں کے عملی اقدامات میں تبدیل کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایف اے او صوبائی اداروں اور تکنیکی شراکت داروں کے ساتھ مل کر ایسے مشورے تیار کر رہا ہے جو بروقت، مقامی حالات سے ہم آہنگ اور کسانوں کے لیے آسانی سے قابلِ استعمال ہوں۔ پاکستان محکمہ موسمیات کے چیف میٹرولوجسٹ ڈاکٹر ظہیرالدین بابر نے کہا کہ اثرات پر مبنی پیشگوئی کا مقصد صرف موسم بتانا نہیں بلکہ یہ واضح کرنا ہے کہ موسم فصلوں اور کسانوں پر کیا اثر ڈال سکتا ہے۔ محکمہ زراعت کے ڈائریکٹر کراپ رپورٹنگ سروس ڈاکٹر محمد منیر نے کہا کہ ایف اے او کے منصوبے کے تحت موسمیاتی لچکدار زرعی طریقوں سے کم وسائل استعمال کرتے ہوئے پیداوار میں نمایاں بہتری کے نتائج سامنے آ رہے ہیں۔

لاہور

پنجاب پولوشن انفورسمنٹ کمیٹی نے صوبے بھر میں ماحولیاتی آلودگی کے خاتمے اور پائیدار ویسٹ مینجمنٹ کے نفاذ کے لیے جامع روڈ میپ کی منظوری دے دی ہے۔ سینئر صوبائی وزیر مریم اورنگزیب کی زیرِ صدارت اجلاس میں آلودگی کے ذرائع، اصلاحی اقدامات، ماحولیاتی قوانین میں بہتری اور مختلف اداروں کے درمیان رابطہ کاری کا جائزہ لیا گیا۔ اجلاس میں آلودگی پھیلانے والے شعبوں کے جائزے اخراجی بوجھ (Load Emission) کی فہرست سازی اور جامع کچرا انتظامی منصوبے پر بریفنگ دی گئی۔ اجلاس کو بتایا گیا کہ کچرا پیدا کرنے والے اسپیریٹرز موجود نہیں ہیں۔ کمیٹی نے آلودگی پھیلانے والے یونٹس کے خلاف زیرو ٹالرنس پالیسی جاری رکھنے کا اعادہ کیا۔ اجلاس میں بتایا گیا کہ گزشتہ دو سال کے دوران 5004 آلودگی پھیلانے والے یونٹس کے خلاف کارروائی کی گئی، جن میں گزشتہ ہفتے ختم کیے گئے 550 یونٹس بھی شامل ہیں۔ اجلاس میں ہسپتال ویسٹ یونٹس، ٹینریز، ماربل پروسیسنگ یونٹس، لکڑی کاٹنے والی صنعتوں اور مویشیوں سے متعلق سرگرمیوں کے خلاف اقدامات کا بھی جائزہ لیا گیا۔ حکام نے بتایا کرنے کا

پنجاب میں آلودگی کے خاتمے کے لیے روڈ میپ منظور، کچرے کے مؤثر انتظام اور سخت کارروائی کا فیصلہ

یونٹس کی میپنگ مکمل کر لی گئی ہے، جس میں 125 مذبحہ خانے اور 5001 پولٹری فارمز شامل ہیں۔ کمیٹی نے ہدایت کی کہ مذبحہ خانوں کے فضلے سے متعلق معیاری طریقہ کار پر سختی سے عملدرآمد یقینی بنایا جائے جبکہ رہائشی علاقوں میں چربی پگھلانے کی سرگرمیوں پر پابندی برقرار رکھی جائے۔ مریم اورنگزیب نے ہسپتالوں کے فضلے کو غیر مناسب طریقے سے تلف کرنے پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ان ہسپتالوں کے خلاف قانونی کارروائی کا حکم دیا جن کے پاس کہ 15 ملین جعلی اور غیر بایوڈیگریڈیبل سگریٹ فلٹرز کو مناسب طریقے سے تلف کیا گیا، جبکہ 5 لاکھ 50 ہزار سے زائد پلاسٹک بیگز نالوں اور آبی گزرگاہوں سے ہٹائے گئے۔ کمیٹی نے کباڑ تاجروں کی رجسٹریشن، ویسٹ ویلیو چین کی دستاویز بندی اور Waste-to-Wealth ماڈل کے تحت ری سائیکلنگ منصوبوں کی تجاویز کی منظوری دی۔ اجلاس میں یونین کونسل کی سطح پر گرین پنجاب سرٹیفکیشن پروگرام، کلائمیٹ واچ اور فیلڈ انفورسمنٹ نظام شروع بھی فیصلہ کیا گیا۔ مریم اورنگزیب نے متعلقہ محکموں کو ہدایت کی کہ اپنے شعبوں میں آلودگی کے ذرائع کی نشاندہی کر کے حکمت عملی پیش کریں اور لوکل گورنمنٹ، واسا، صنعت، صحت، لائیو اسٹاک اور ماحولیاتی تحفظ کے اداروں کے اشتراک سے مشترکہ کارروائیاں یقینی بنائیں۔ اجلاس میں گلبرگ ڈرین کے لیے ایکشن پلان، پلاسٹک فری برانڈز کے لیے خصوصی ایوارڈز، عوامی آگاہی مہمات میں توسیع اور لاہور میں صوبائی ماحولیاتی کانفرنس کے انعقاد کی بھی منظوری دی گئی۔

بہاولنگر میں اینٹی سموگ گن کا افتتاح، فضائی آلودگی کے خاتمے کے لیے عملی اقدامات کا آغاز

بہاولنگر

ڈپٹی کمشنر بہاولنگر ذوالفقار احمد نے کہا ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب مریم نواز شریف کے وژن کے مطابق سموگ کے خاتمے اور شہریوں کو صاف، صحت مند ماحول کی فراہمی کے لیے عملی اقدامات کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ اسی سلسلے میں بہاولنگر میں اینٹی سموگ گن کا افتتاح کر دیا گیا، جس کی افتتاحی تقریب میں متعلقہ محکموں کے افسران نے بھی شرکت کی۔ اس موقع پر ڈپٹی کمشنر ذوالفقار احمد نے کہا کہ پنجاب حکومت شہریوں کو صاف، محفوظ اور صحت مند ماحول فراہم کرنے کے لیے مؤثر اقدامات کر رہی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اینٹی سموگ گن کے استعمال سے شہر میں فضائی آلودگی، گرد و غبار اور مضر ذرات میں کمی لانے میں مدد ملے گی، جس سے شہریوں کو بہتر فضائی معیار میسر آئے گا۔ انہوں نے کہا کہ شدید گرمی اور ہیٹ ویو کے دوران یہ اقدام عوامی صحت کے تحفظ کے لیے نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ ضلعی انتظامیہ وزیراعلیٰ پنجاب کی ہدایات پر مکمل عملدرآمد کو یقینی بنا رہی ہے اور شہر میں ماحول دوست اقدامات کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا۔

کراچی

سندھ حکومت اور نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (NDMA) نے مون سون سیزن کے دوران سیلاب، شہری علاقوں میں بارش کے پانی کے جمع ہونے اور ہیٹ ویوز سے مؤثر انداز میں نمٹنے کے لیے باہمی رابطہ مزید مضبوط بنانے پر اتفاق کیا ہے، جبکہ این ڈی ایم اے نے جدید Predictive دوران ملک کے بیشتر علاقوں میں معمول سے زیادہ درجہ حرارت، شدید حبس اور فعال مون سون کی پیش گوئی کی گئی ہے۔ این ڈی ایم اے نے اجلاس میں نیشنل ریزیلینس اینڈ ڈیزاسٹر مینجمنٹ کوآرڈینیشن فریم ورک پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ملک روایتی ابتدائی وارننگ سسٹم سے آگے بڑھ کر نیشنل ایمرجنسیز آپریشن سینٹر (NEOC) کے ذریعے پیش گوئی پر مبنی ڈیزاسٹر انٹیلیجنس نظام کی طرف منتقل

سندھ اور این ڈی ایم اے کا سیلاب اور ہیٹ ویوز سے نمٹنے کے لیے رابطہ مزید مضبوط، جدید پیشگی انتباہی نظام متعارف

Intelligence Disaster پر مبنی پیشگی انتباہی نظام متعارف کرانے کا اعلان بھی کیا۔ وزیراعلیٰ ہاؤس کراچی میں منعقدہ اجلاس کی مشترکہ صدارت صوبائی وزیر آبپاشی جام خان شورو اور وفاقی وزیر برائے موسمیاتی تبدیلی ڈاکٹر مصدق ملک نے کی۔ اجلاس میں چیف سیکریٹری سندھ آصف حیدر شاہ، میئر کراچی بیرسٹر مرتضیٰ وہاب، این ڈی ایم اے کے چیئرمین لیفٹیننٹ جنرل انعام حیدر ملک اور دیگر اعلیٰ حکام نے شرکت کی۔ اجلاس میں بتایا گیا کہ پاکستان کو موسمیاتی تبدیلی کے باعث گلیشیائی جھیلوں کے پھٹنے (GLOF)، کلاؤڈ برسٹ، فلیش فلڈ، دریائی سیلاب، شہری سیلاب، سمندری طوفان اور ہیٹ ویوز جیسے بڑھتے ہوئے خطرات کا سامنا ہے۔ 15 جولائی سے 30 اگست کے ہو رہا ہے۔ چیئرمین این ڈی ایم اے نے کہا کہ اس نظام سے ممکنہ خطرات کی بروقت نشاندہی، فوری وارننگ جاری کرنے اور وفاقی، صوبائی و ضلعی سطح پر بہتر فیصلہ سازی میں مدد ملے گی۔ اجلاس میں بتایا گیا کہ حفاظتی پشتوں (Flood Protection Bunds) کا مسلح افواج کے تعاون سے سروے جاری ہے جبکہ نیشنل ہائی وے اتھارٹی، پاکستان ریلوے اور دیگر اہم اداروں کو الرٹ کر دیا گیا ہے۔ وفاقی اور صوبائی ایمرجنسی آپریشن سینٹرز کے درمیان 24 گھنٹے رابطے کا نظام بھی فعال کر دیا گیا ہے۔ وفاقی وزیر ڈاکٹر مصدق ملک نے کہا کہ موسمیاتی تبدیلی اب مستقبل کا نہیں بلکہ موجودہ دور کا ایک سنگین چیلنج ہے، جس سے نمٹنے کے لیے وفاقی اور صوبائی اداروں کے درمیان مؤثر تعاون ناگزیر ہے

چشتیاں

ڈپٹی کمشنر بہاولنگر ذوالفقار احمد نے کہا ہے کہ 5 جون کو عالمی یومِ ماحولیات منانے کا مقصد ماحولیاتی آلودگی کے خاتمے اور شجرکاری کے متعلق عوامی شعور پیدا کرنا ہے۔ انہوں نے عالمی یومِ ماحولیات کے موقع پر آگاہی واک کے شرکا سے خطاب کرتے ہوئے مزید کہا

انوائرمنٹ پروٹیکشن ایجنسی (EPA) کے افسران، ریسکیو 1122 کے اہلکاروں، مختلف سرکاری محکموں کے افسران و ملازمین، سیاسی و سماجی شخصیات اور شہریوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ اس موقع پر پنجاب ماس ٹرانزٹ اتھارٹی کی گرین الیکٹرک بس کو ماحولیات کے تحفظ اور عوامی آگاہی مہم کے لیے استعمال کیا گیا، جس پر

درخت لگانا، صفائی کو اپنانا اور ماحولیاتی آلودگی میں کمی لانا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے: ڈپٹی کمشنر بہاولنگر

کہ درخت لگانا، صفائی کو اپنانا اور ماحولیاتی آلودگی میں کمی لانا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سب کو ماحول دوست طرزِ زندگی کو فروغ دینے اور قدرتی وسائل کے تحفظ کی اہمیت کو اجاگر کرنے کیلئے عملی کوشش کرنا ہوگی۔ قبل ازیں آگاہی واک میں ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر جنرل، اسسٹنٹ کمشنر بہاولنگر، ماحولیاتی تحفظ اور قومی یکجہتی کے حوالے سے خصوصی پیغامات آویزاں تھے۔ واک کے شرکاء نے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ ماحولیات کے تحفظ، شجرکاری مہم اور صفائی ستھرائی کے فروغ کے لیے اپنا بھرپور کردار ادا کریں گے تاکہ آنے والی نسلوں کو ایک صاف، سرسبز اور صحت مند ماحول فراہم کیا جا سکے۔

کراچی

ورلڈ بینک کے فنڈ سے چلنے والے بس ریپڈ ٹرانزٹ (بی آر ٹی) ییلو لائن منصوبے میں 8 ارب روپے سے زائد کی کرپشن کے الزامات سامنے آ گئے ہیں۔ اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ (اے سی ای) نے دو سینئر سرکاری افسران کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے۔ ییلو لائن منصوبے میں اربوں روپے کی بدعنوانی کے الزامات گزشتہ کئی ہفتوں سے سوشل میڈیا پر گردش کر رہے تھے۔ جماعت اسلامی نے آزاد تحقیقات کا مطالبہ کیا تھا تاکہ ذمہ داروں

گزشتہ ماہ سے اس معاملے سے نمٹ رہی تھی۔ یکم جون کو چیف سیکرٹری کی سربراہی میں اینٹی کرپشن کمیٹی نمبر 1 نے اے سی ای ڈائریکٹر جنرل کو معاملہ ارسال کیا اور ملزم افسران کے خلاف مقدمہ درج کرنے کی ہدایت کی۔ اینٹی کرپشن ڈیپارٹمنٹ نے پروجیکٹ ڈائریکٹر ضمیر عباسی اور پروکیورمنٹ ڈائریکٹر جہامن داس کے خلاف مقدمہ درج کیا ہے۔ ان پر الزام ہے کہ انہوں نے اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے ییلو لائن ٹھیکیداروں کو 8 ارب روپے کی ایڈوانس ادائیگیاں کیں جس

ضابطگی اور حکومت کو واضح اور پوشیدہ نقصانات ہوئے ہیں۔ الزام ہے کہ مالیاتی بے ضابطگیاں پروکیورمنٹ ڈائریکٹر جمن داس اور ٹھیکیداروں کے ساتھ ملی بھگت سے کی گئیں۔ ذرائع کے مطابق ضمیر عباسی، جو اس

موجود رہائش گاہوں پر چھاپے مارے گئے تاہم وہ گرفتار نہیں ہو سکے۔ واضح

رہے کہ

ورلڈ بینک کے فنڈ سے چلنے والے ییلو لائن منصوبے میں اربوں روپے کی کرپشن، دو اعلیٰ افسران کے خلاف مقدمہ درج

کو انصاف کے کٹہرے میں لایا جا سکے اور ضائع شدہ عوامی رقم برآمد کی جا سکے۔ سرکاری دستاویزات کے مطابق سندھ حکومت

سے سندھ حکومت کو شدید مالی نقصان ہوا۔ ایف آئی آر میں کہا گیا ہے کہ اس منصوبے میں سنگین انتظامی بدانتظامی، مالیاتی بے

اربوں روپے کی فراڈ میں کلیدی ملزم ہیں، کسی بھی تحقیقات کے دوران پیش نہیں ہوئے۔ ان کی ڈی ایچ اے اور خیرپور میں

21 کلومیٹر طویل ییلو لائن منصوبے کو 2019 میں وفاقی حکومت نے 61 ارب روپے کی تخمینہ لاگت سے منظور کیا تھا۔

لاہور

انسپکٹر جنرل (آئی جی) پنجاب پولیس عبدالکریم نے اختیارات کے مبینہ ناجائز استعمال اور کرپشن کے الزامات پر سول لائنز آپریشنز لاہور کے ڈی ایس پی خرم شہزاد وچیمہ کو معطل کر دیا ہے۔ پنجاب پولیس کے ترجمان کے مطابق معطل

ہے۔ انکوائری مکمل ہونے کے بعد قواعد وضوابط کے مطابق مزید محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ آئی جی پنجاب عبدالکریم کا کہنا تھا کہ پنجاب پولیس میں کرپشن، اختیارات کے ناجائز استعمال اور بدعنوانی کسی صورت برداشت نہیں کی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ ضابطہ اخلاق کی

اختیارات کے ناجائز استعمال اور کرپشن پر ڈی ایس پی معطل، محکمانہ انکوائری کا حکم

افسر کو آئندہ احکامات تک سنٹرل پولیس آفس (سی پی او) رپورٹ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے، جبکہ ہیڈکوارٹرز ڈی آئی جی ڈاکٹر محمد عابد خان نے معطلی کا باقاعدہ نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے۔ ترجمان نے بتایا کہ آئی جی پنجاب نے ڈی ایس پی خرم شہزاد وچیمہ کے خلاف محکمانہ انکوائری کا بھی حکم دیا

خلاف ورزی کرنے والے افسران اور اہلکاروں کے خلاف شفاف اور غیر جانبدار احتساب کا عمل جاری رکھا جائے گا تاکہ پولیس پر عوام کا اعتماد مزید مضبوط ہو اور قانون کی حکمرانی کو یقینی بنایا جا سکے۔

پشاور

قومی احتساب بیورو (نیب) نے کوہستان مالیاتی کرپشن کیس میں بڑی پیش رفت کرتے ہوئے 6 ارب روپے سے زائد مالیت کے برآمد شدہ اثاثے خیبر پختونخوا حکومت کے حوالے کر دیے ہیں۔ یہ اثاثے ایک خصوصی تقریب میں

سے زائد ہے، جن میں 5 ارب روپے نقد رقم، 1 کلوگرام سونا، 12 لگژری گاڑیاں اور 18 قیمتی جائیدادیں شامل ہیں۔ یہ تمام اثاثے طویل اور منظم تحقیقات کے نتیجے میں برآمد کیے گئے ہیں۔ تقریب کے دوران ڈی جی نیب خیبر پختونخوا فرمان اللہ نے کیس کی تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ ضلع کوہستان

کوہستان اسکینڈل، نیب نے 6 ارب کے اثاثے خیبر پختونخوا حکومت کے حوالے کر دیے

چیئرمین نیب لیفٹیننٹ جنرل (ر) نذیر احمد نے چیف سیکرٹری خیبر پختونخوا شہاب علی شاہ کے سپرد کیے۔ نیب کے مطابق ابتدائی مرحلے میں حوالے کیے گئے اثاثوں کی مجموعی مالیت 6 ارب روپے

کا سالانہ بجٹ 50 کروڑ روپے سے بھی کم ہے، تاہم اس پسماندہ ضلع میں جعلی کمپنیوں، فرضی ٹھیکیداری نظام اور منظم مالیاتی نیٹ ورک کے ذریعے سرکاری وسائل کو بڑے پیمانے پر لوٹا گیا۔

بہاولنگر

پنجاب فوڈ اتھارٹی بہاولنگر نے لاکھوں روپے مالیت کے 9 ہزار سے زائد ایکسپائرڈ ڈیری کریم پیکس برآمد کر کے یونٹ مالک کے خلاف مقدمہ درج کرا دیا۔ ڈی جی پنجاب فوڈ اتھارٹی کی خصوصی ہدایت پر ڈائریکٹر آپریشنز ساؤتھ ون نے ٹیموں کے ہمراہ صحت دشمن عناصر کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے جالواہ روڈ پر واقع رائس ملز

طرح فوڈ اتھارٹی کی ٹیموں نے دودھ کے سیمپلز فیل ہونے پر 2 ملک کلیکشن سنٹرز کی پروڈکشن بند کر کے ان کے خلاف بھی الگ الگ مقدمات درج کر دیے ہیں۔ بلدیہ روڈ پر واقع ایک مشہور ریسٹورنٹ کو کھلے مصالحے اور نان ٹریسیبل گوشت کے استعمال پر 70 ہزار روپے کا جرمانہ عائد کیا گیا ہے۔ ڈی جی پنجاب فوڈ اتھارٹی سید موسیٰ رضا کا کہنا ہے کہ شہریوں تک ملاوٹ سے پاک خوراک

پنجاب فوڈ اتھارٹی کا بہاولنگر میں بڑا ایکشن، لاکھوں روپے کی ایکسپائرڈ ڈیری کریم برآمد

پر چھاپہ مارا۔ یہاں سے 9 ہزار سے زائد ٹیمپر شدہ میلک کریم کے پیکٹ برآمد کر کے قبضے میں لے لیے گئے۔ یہ ایکسپائرڈ ڈیری کریم پیکٹس جن کی میعاد ختم ہو چکی تھی، ان پر ایکسپائری ڈیٹ کو

ٹیمپر کر کے مارکیٹ میں فروخت کیا جا رہا تھا۔ فوڈ اتھارٹی کی ٹیم نے قوانین کی خلاف ورزیوں پر 2 یونٹس کی پروڈکشن بند کر دی جبکہ 1 لاکھ 10 ہزار روپے کے جرمانے بھی عائد کیے گئے۔ اسی

پہنچانے کے لیے بلاتفریق کارروائیاں عمل میں لائی جا رہی ہیں۔ انہوں نے عوام سے اپیل کی کہ وہ میعاد ختم یا ملاوٹ شدہ اشیاء کی اطلاع فوری طور پر فوڈ اتھارٹی کو دیں۔

سیکرٹری یونین کونسل رشوت لیتے ہوئے رنگے ہاتھوں گرفتار

منچن آباد

اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ بہاولنگر نے مجسٹریٹ کے ہمراہ کارروائی کرتے ہوئے یونین کونسل گریا آباد، تحصیل منچن آباد کے سیکرٹری منظور احمد کو شہری سے مبینہ طور پر رشوت وصول کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں گرفتار کر لیا۔ ترجمان اینٹی کرپشن کے مطابق چھاپے کے دوران ملزم کے قبضے سے نشان زدہ نوٹ برآمد کر لیے گئے۔ کارروائی شہری کی شکایت پر عمل میں لائی گئی۔ اینٹی کرپشن حکام نے ملزم کے خلاف مقدمہ درج کر کے مزید تفتیش شروع کر دی ہے۔ حکام کا کہنا ہے کہ سرکاری دفاتر میں بدعنوانی کے خلاف بلاامتیاز کارروائیاں جاری رہیں گی۔

چشتیاں

اسسٹنٹ کمشنر چشتیاں ساحل رسول چیمہ کی ہدایت پر محکمانہ نظم وضبط کو یقینی بنانے کے لیے تین پٹواریوں کے خلاف مختلف نوعیت کی کارروائیاں عمل میں لائی گئی ہیں۔ سرکاری احکامات کے مطابق ایک پٹواری کو دفتر قانونگو رپورٹ کرنے جبکہ دو پٹواریوں کو بدانتظامی، ناقص کارکردگی اور سرکاری احکامات پر عملدرآمد نہ کرنے کے باعث فوری طور پر معطل کر دیا گیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق محمد زبیر، پٹواری حلقہ چک نمبر 169 مراد اور چک نمبر 132 مراد کو آئندہ احکامات تک دفتر قانونگو رپورٹ کرنے کی ہدایت جاری کی گئی ہے۔ اسی طرح محمد حمزہ، پٹواری حلقہ چک نمبر 174 مراد کو بدانتظامی اور

ناقص کارکردگی کی بنیاد پر فوری طور پر معطل کر دیا گیا ہے، جبکہ محمد سفیان، پٹواری حلقہ چک نمبر 13 گبھائی کو سرکاری ذمہ داریوں کی بار بار عدم تعمیل پر معطلی کے احکامات جاری کیے گئے ہیں۔ سرکاری دستاویزات میں کارروائی کی وجوہات بدانتظامی، ناقص کارکردگی اور سرکاری احکامات کی خلاف ورزی بیان کی گئی ہیں۔ تاہم بعض ذرائع کے مطابق متعلقہ اہلکاروں کے خلاف مبینہ طور پر کرپشن، اختیارات کے ناجائز استعمال اور بعض طاقتور قبضہ گروپوں کی ملی بھگت سے انتقالات و رجسٹریوں کے معاملات میں غیر قانونی مالی فوائد حاصل کرنے کے الزامات بھی زیرِ غور ہیں۔ ان الزامات کی

سرکاری سطح پر تاحال تصدیق نہیں کی گئی۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ معاملے کی مزید محکمانہ تحقیقات جاری ہیں اور شفاف انکوائری مکمل ہونے کے بعد مزید کارروائی بھی عمل میں لائی جا سکتی ہے۔ اس موقع پر اسسٹنٹ کمشنر چشتیاں ساحل رسول چیمہ نے کہا کہ سرکاری امور میں غفلت، بدعنوانی، ناقص کارکردگی اور اختیارات کے غلط

استعمال کو کسی صورت برداشت نہیں کیا جائے گا اور عوامی مفاد کے خلاف کام کرنے والے اہلکاروں کے خلاف بلاامتیاز کارروائی جاری رہے گی۔

چشتیاں میں تین پٹواریوں کے خلاف محکمانہ کارروائی، دو معطل، ایک کو دفتر قانونگو رپورٹ کرنے کا حکم

انکیخلاف بعض طاقتور قبضہ گروپوں کی ملی بھگت سے انتقالات ورجسٹریوں کے معاملات میں غیر قانونی مالی فوائد حاصل کرنے کے الزامات بھی زیر غور ہیں۔

بہاولپور

بہاولپور: صحافی میاں زاہد اویسی پر حملہ، ایف آئی آر درج

ایف آئی آر میں نامزد ملزمان کے خلاف تحقیقات جاری

بہاولپور میں سینئر صحافی میاں زاہد اویسی پر مبینہ قاتلانہ حملے کے واقعے نے صحافی برادری میں تشویش کی لہر دوڑا دی ہے۔ زخمی صحافی کو فوری طور پر طبی امداد کے لیے بہاول وکٹوریہ ہسپتال منتقل کیا گیا، جبکہ پولیس نے مقدمہ درج کر کے تحقیقات کا آغاز کر دیا ہے۔ پولیس ذرائع کے مطابق واقعے کے حوالے سے درج ایف آئی آر میں تین افراد کو نامزد کیا گیا ہے جن میں ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی ملک ظہیر چنڑ، رکن قومی اسمبلی ملک اقبال چنڑ اور ان کے ایک قریبی رشتہ دار شامل ہیں۔ زخمی صحافی میاں زاہد اویسی نے ہسپتال میں دیے گئے اپنے بیان میں الزام عائد کیا ہے کہ ان پر حملہ ملک اقبال چنڑ کے کزن کی جانب سے مبینہ طور پر بھیجے گئے افراد نے کیا، جبکہ انہوں نے ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی ملک ظہیر چنڑ اور رکن قومی اسمبلی ملک اقبال چنڑ کو بھی واقعے میں ملوث قرار دیا ہے۔ تاہم ان الزامات کی تاحال آزادانہ طور پر تصدیق نہیں ہو سکی اور نامزد افراد کا مؤقف بھی سامنے نہیں آیا۔ واقعے پر صحافی برادری اور مختلف صحافتی تنظیموں نے شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے اسے آزادی؟ صحافت پر حملہ قرار دیا ہے۔ صحافی رہنماؤں کا کہنا ہے کہ بہاولپور ایک پُر امن شہر ہے اور کسی بھی شخص یا گروہ کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ ان کا کہنا تھا کہ صحافیوں کو ان کے پیشہ ورانہ فرائض کی انجام دہی کے دوران ہراساں کرنا یا تشدد کا نشانہ بنانا ناقابل قبول ہے۔ صحافی برادری نے مطالبہ کیا ہے کہ حملے میں ملوث عناصر کو فوری طور پر گرفتار کر کے قانون کے مطابق سخت کارروائی عمل میں لائی جائے اور واقعے کی شفاف اور غیر جانبدارانہ تحقیقات یقینی بنائی جائیں۔ دریں اثنا، تھانہ صدر بہاولپور کی حدود میں پیش آنے والے واقعے کا ڈی پی او بہاولپور رانا عبدالوہاب نے فوری نوٹس لیتے ہوئے پولیس کو ضروری ہدایات جاری کیں۔ پولیس کے مطابق اطلاع ملتے ہی اہلکار موقع پر پہنچ گئے تھے اور زخمی صحافی کو فوری طور پر ہسپتال منتقل کیا گیا۔ ڈی پی او رانا عبدالوہاب کے مطابق ملزمان کی گرفتاری کے لیے خصوصی ٹیمیں تشکیل دے دی گئی ہیں جبکہ واقعے کے تمام پہلوؤں سے تحقیقات جاری ہیں۔ انہوں نے کہا کہ صحافیوں کے تحفظ کو ہر صورت یقینی بنایا جائے گا اور قانون ہاتھ میں لینے والے عناصر کے خلاف بلا امتیاز کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ ادھر مختلف صحافتی حلقوں نے اس معاملے میں سیاسی اثر و رسوخ سے بالاتر ہو کر تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے۔ صحافتی تنظیموں سے بھی اپیل کی گئی ہے کہ وہ محض مذمتی بیانات تک محدود رہنے کے بجائے صحافیوں کے تحفظ اور انصاف کی فراہمی کے لیے مؤثر اور عملی اقدامات کریں۔

کراچی

یوسی 02 گلشن سعید کے وائس چیئرمین فیضان قریشی پر حملہ، جماعت اسلامی کا شدید احتجاج

جماعت اسلامی کے منتخب وائس چیئرمین یوسی 02 گلشن سعید نیو کراچی ٹاؤن فیضان قریشی پر پیپلز پارٹی کے شر پسند عناصر نے حملہ کر کے تشدد کا نشانہ بنایا ہے۔ اس واقعے کے بعد جماعت اسلامی نے شدید احتجاج کرتے ہوئے فوری کارروائی کا مطالبہ کیا ہے۔ متاثرہ رہنما واقعے کے بعد قانونی کارروائی کے لیے ایف آئی آر درج کروانے خواجہ اجمیر نگری تھانہ گئے تاہم پولیس انتظامیہ نے سست روی اور غیر سنجیدہ رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ اس موقع پر نائب امیر جماعت اسلامی ضلع شمالی و چیئرمین یوسی 02 احمر خان نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ منتخب نمائندے پر حملہ صرف فیضان قریشی پر نہیں بلکہ پوری عوام کے مینڈیٹ پر حملہ ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ پولیس کی سست کارروائی شر پسندوں کو مزید شہ دے رہی ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ فوری طور پر مقدمہ درج کر کے ملوث افراد کو گرفتار کیا جائے ورنہ تھانے کے باہر بھرپور احتجاج کیا جائے گا۔ اس موقع پر چیئرمین اور وائس چیئرمین یوسی 05، وائس چیئرمین یوسی 07، وائس چیئرمین یوسی 08، چیئرمین یوسی 07 سرجانی، کوآرڈینیٹر یوسی 10، کوآرڈینیٹر یوسی 01، نوجوان کونسلر یوسی 04 اور دیگر کارکنان جماعت اسلامی بھی موجود تھے اور انہوں نے فیضان قریشی سے یکجہتی کا اظہار کیا۔ جماعت اسلامی کارکنوں نے پولیس حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ ملزمان کے خلاف قانون کے مطابق سخت کارروائی عمل میں لائی جائے اور متاثرہ رہنما کو انصاف دلایا جائے۔

لاہور

دفتر کے بیت الخلا استعمال کرنے پر ایم پی اے کے بیٹے سے جھگڑے کے بعد ڈی پی او حافظ آباد تبدیل

حافظ آباد کے ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر (ڈی پی او) کامران حمید کو مبینہ طور پر ایک مقامی ایم پی اے کے بیٹے سے دفتری بیت الخلا کے استعمال پر جھگڑے کے بعد عہدے سے ہٹا دیا گیا۔ وزیر اعلیٰ مریم نواز شریف کے حکم پر پنجاب کے آئی جی پولیس عبدالکریم نے دونوں فریقین کو سننے کے بعد یہ فیصلہ کیا۔ ذرائع کے مطابق یہ تنازع اس وقت شروع ہوا جب پی ایم ایل این کے ایم پی اے شاہد بھٹی اپنے چھوٹے بیٹے اور اپنے حلقے کے کچھ شہریوں کے ہمراہ ڈی پی او حافظ آباد کے دفتر پہنچے۔ ایم پی اے وزیر اعلیٰ کی ہدایت پر عوام کے پولیس سے متعلق مسائل حل کرنے کے لیے آئے تھے۔ اجلاس کے دوران ایم پی اے کے بیٹے نے موبائل فون پر بات کرنی شروع کی جس پر ایم پی اے نے بھی انہیں ٹوکا۔ بعدازاں یہ نوجوان ڈی پی او کے ریٹائرنگ روم میں گیا اور ممکنہ طور پر وہاں موجود بیت الخلا استعمال کیا۔ جب وہ باہر آیا تو ڈی پی او نے ان سے پوچھا کہ انہوں نے اجازت کے بغیر ان کا ذاتی واش روم کیوں استعمال کیا۔ جواب میں ایم پی اے کے بیٹے نے کہا کہ یہ ایک سرکاری دفتر ہے اور یہ ڈی پی او کا ذاتی واش روم نہیں ہے۔ اس پر دونوں فریقین کے درمیان تلخ کلامی ہوئی اور ڈی پی او نے غصے میں ایم پی اے کے بیٹے کو "نکل جاؤ" کہہ دیا۔ ممبر اسمبلی نے بیٹے کو مشورہ دیا کہ وہ پرسکون رہے اور دفتر سے نکل جائیں۔ تاہم ان کے ہمراہ آنے والے کچھ افراد نے ڈی پی او کے رویے کو علاقے کی ایک اہم سیاسی شخصیت کی توہین قرار دیا جس سے تنازع مزید بڑھ گیا۔ ممبر اسمبلی نے بعدازاں معاملہ پی ایم ایل این کی سینئر رہنما سائرہ افضل تارڑ کو بتایا جنہوں نے وزیر اعلیٰ پنجاب سے اس پر بات کی۔ اس کے بعد ڈی پی او کی منتقلی کے لیے لابنگ شروع ہو گئی۔ آئی جی پنجاب عبدالکریم نے دونوں فریقین کو سنا اور وزیر اعلیٰ کو اپنی رپورٹ پیش کی۔ وزیر اعلیٰ کے حکم پر کامران حمید کو حافظ آباد سے ہٹا کر پنجاب سیف سٹیز اتھارٹی میں معمولی عہدے پر تعینات کر دیا گیا۔

بہاولنگر پولیس میں بڑا ایکشن، دو افسران کے خلاف سخت کارروائی، سابق ایس ایچ او نواز ڈوٹو نوکری سے فارغ، ریاض بھٹی جبری ریٹائر

بہاولنگر

بہاولنگر پولیس میں احتساب کا بڑا عمل شروع ہو گیا۔ ڈی پی او بہاولنگر محمد عمران نے فرائض میں غفلت اور ناقص تفتیش پر سخت کارروائی کرتے ہوئے تھانہ فورٹ عباس میں تعینات سب انسپکٹر نواز احمد ڈوٹو کے خلاف بڑا ایکشن لے لیا۔ ڈی پی او آفس سے جاری ہونے والے مراسلے کے مطابق سب انسپکٹر نواز احمد B/474 کو فوری طور پر عہدے سے ہٹا کر اے ایس آئی کے عہدے پر تنزلی دی گئی اور انہیں نوکری سے فارغ کرتے ہوئے پولیس لائن بہاولنگر رپورٹ کرنے کا حکم جاری کر دیا گیا۔ سرکاری حکم نامے میں واضح کیا گیا ہے کہ نواز احمد پہلے OSI رپورٹ جمع کروائیں گے، جس کے بعد انہیں RI/LO پولیس لائن بہاولنگر رپورٹ کرنا ہو گا۔ متعلقہ افسران کو ہدایت کی گئی ہے کہ سرکاری وردی، اسلحہ اور دیگر سرکاری سامان فوری طور پر واپس لے کر تصدیقی رپورٹ پیش کی جائے۔ ذرائع کے مطابق سابق SHO تھانہ صدر ہارون آباد اور موجودہ تعینات فورٹ عباس نواز ڈوٹو کے خلاف کارروائی فیضان مظہر ملکیرہ کیس میں مبینہ ناقص تفتیش اور فرائض میں سنگین غفلت کے باعث عمل میں لائی گئی ہے۔ اسی کیس میں ایک اور پولیس افسر ریاض بھٹی سب انسپکٹر کے خلاف بھی محکمانہ کارروائی کرتے ہوئے جبری ریٹائرمنٹ کی سفارش اور کارروائی کی گئی ہے، جس سے محکمہ پولیس میں کھلبلی مچ گئی ہے۔ پولیس ذرائع کا کہنا ہے کہ ڈی پی او بہاولنگر نے واضح پیغام دیا ہے کہ ناقص تفتیش، اختیارات کے غلط استعمال اور فرائض میں غفلت کسی صورت برداشت نہیں کی جائے گی اور ذمہ دار افسران کے خلاف بلا امتیاز کارروائی جاری رہے گی۔ اس اچانک اور سخت کارروائی کے بعد ضلع بھر کے کرپٹ پولیس افسران میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے جبکہ شہری حلقوں نے ڈی پی او بہاولنگر کے اس اقدام کو احتساب کی جانب اہم پیش رفت قرار دیا ہے۔

چشتیاں

چشتیاں: دو مسلح گروپوں میں تصادم، گن مین کے مبینہ تشدد کی ویڈیو وائرل، پولیس خاموش تماشائی

چشتیاں کے علاقے ہائی وے روڈ پر اتفاق ٹریول کے اڈہ پر مورخہ 4 جون 2026 کو دو گروپوں کے درمیان شدید جھڑپ ہوئی۔ اس دوران نواز باجوہ گروپ کے ایک گن مین نے گکھڑ گروپ کے ڈرائیوروں پر اسلحہ کے ساتھ تشدد کیا جس کی ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل ہو گئی۔ واقعے کی اطلاع ملتے ہی تھانہ اے ڈویژن پولیس چشتیاں موقع پر پہنچ گئی۔ تاہم ذرائع کے مطابق ایک مقامی طاقتور سیاسی شخصیت کی مداخلت کے باعث پولیس کوئی قانونی کارروائی عمل میں نہیں لا سکی۔ شہریوں اور متاثرین کا کہنا ہے کہ پولیس کی موجودگی کے باوجود بھی ملزمان کے خلاف ایف آئی آر درج نہ کرنا اور قانونی کارروائی نہ کرنا انتظامیہ کی سنگین نااہلی ہے۔ ان کا مزید کہنا ہے کہ بااثر افراد کی مداخلت پر قانون کو نظر انداز کیا جانا بھی انتہائی افسوسناک ہے۔ مقامی صحافتی اور سماجی حلقوں نے ڈی پی او بہاولنگر اور آر پی او بہاولپور سے اس واقعے کا فوری نوٹس لینے اور متاثرین کو انصاف دلوانے کا مطالبہ کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ملزمان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے اور مستقبل میں کسی بھی بااثر شخص کی انصاف کی فراہمی میں مداخلت کو روکنے کے لیے پولیس کو فعال کر دیا جائے۔ واضح رہے کہ وائرل ویڈیو میں واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے کہ ایک گن مین ڈرائیوروں پر مسلسل تشدد کر رہا ہے جبکہ موجودہ پولیس عملہ کارروائی کرنے کی بجائے خاموش تماشائی بن کر کھڑا رہا۔

لاہور

وزیراعلیٰ مریم نواز شریف نے کہاہے کہ ہرخاتون کو مالی طور پر خودمختار اور بااختیار بنانا ہمارا عزم ہے۔ ہنرمند عورت قابل قدر قومی اثاثہ ثابت ہوگی۔ ٹیکسٹائل سیکٹر میں ہنرمند خواتین کے لئے روزگار کے بے پناہ مواقع موجود ہیں۔ وزیراعلیٰ پنجاب مریم نواز شریف کے ویژن کے تحت دیہی خواتین کو مالی طور پر بااختیار اور خودمختار بنانے کیلئے شی تھریڈز پراجیکٹ کامیابی سے جاری ہے۔ وزیراعلیٰ مریم نواز شریف کے اینی شی ایٹو "شی تھریڈز" کے لئے 310ملین روپے کا بجٹ مختص کیا گیا ہے۔ وزیراعلیٰ مریم نواز شریف کا ٹیکسٹائل سیکٹر میں دیہی خواتین کی معاشی خودمختاری کے لئے شی تھریڈز اپنی نوعیت کا منفرد پراجیکٹ ہے۔ سیکرٹری ویمن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ ثمن رائے نے بتایا کہ وزیراعلیٰ مریم نواز شریف کی ہدایت پر "شی تھریڈز" میں خواتین کے لئے 15000 ماہانہ وظیفہ مقرر کیا گیا اور ٹرانسپورٹ الاؤنس بھی دیا جائیگا۔ صوبہ بھر کے دیہات سے 18 سے 45 سالہ مڈل پاس خواتین "شی تھریڈز" کا حصہ بن سکتی ہیں۔ "شی تھریڈز" پروگرام کے تحت دیہی خواتین کے لئے ٹیکسٹائل سیکٹر کے 10 مختلف تربیتی ٹیکسٹائل کورسز کرائے جارہے ہیں۔ لاہور، سیالکوٹ، شیخوپورہ اور فیصل آباد میں ٹیکسٹائل ٹریننگ کورسز کامیابی سے جاری ہے۔ 2 سال میں ڈھائی ہزار سے زائد خواتین ٹیکسٹائل ٹریننگ کورسز کامکمل کر چکی ہیں جبکہ 773 خواتین کو ٹریننگ مکمل کرتے ہی نوکری مل گئی۔ "شی تھریڈز" پروگرام کے تحت 1150 خواتین کی ٹیکسٹائل ٹریننگ جاری ہے جبکہ اگلے سال مزید 1350 خواتین کوٹریننگ کرائی جائیگی۔ شی تھریڈز پروگرام میں خواتین کے لئے انڈسٹریل سٹیچنگ مشین آپریٹر فیبرک کوالٹی انسپکٹر اور برک کٹنگ ایکسپرٹ کے کورسز کرائے جاتے ہیں۔ اپیرل پلاننگ اینڈ مرچنڈائزنگ، اپیرل سپروائزر، پیٹرن میکنگ اینڈ کٹنگ ٹریننگ کورسز بھی کرائے جاتے ہیں۔ پیٹرن ڈرافٹنگ اینڈ گریڈنگ کوالٹی کنٹرول، گارمنٹ فنشنگ، پیکر اور گارمنٹ ویکسنگ کے ٹیکسٹائل ٹریننگ دی جاتی ہے۔

ہرخاتون کو مالی خودمختار اور بااختیار بنانا ہمارا عزم، ٹیکسٹائل سیکٹر میں روزگار کے بے پناہ مواقع ہیں: وزیراعلیٰ مریم نواز

لاہور

وزیراعلیٰ پنجاب مریم نواز شریف نے کہاہے کہ "پرواز کارڈ" کے لیے امیدواروں کی 100فیصد سلیکشن میرٹ پر ہوئی، کوئی سفارشی کلچر نہیں۔ باہر جاکر کبھی یہ نہ بھولنا کہ آپ پاکستانی ہو۔ 'پرواز کارڈ' کے زیراہتمام تربیت مکمل کرکے بیرون ملک جانیوالے نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے وزیراعلیٰ مریم نے کہا کہ "پرواز کارڈ" سکیم کے تحت 135 نوجوانوں کا گروپ 28 جون کو بیرون ملک روانہ ہورہا ہے۔ چیف منسٹر نے جذباتی انداز میں کہا کہ 135 نوجوانوں کا گروپ "پرواز کارڈ" سکیم کے تحت 28 جون کو بیرون ملک روانہ ہورہا ہے آج بہت خوش ہوں ماں کی طرح الوداع کرنا چاہتی ہوں۔ پنجاب حکومت 5 لاکھ بچوں کو جدید عالمی تقاضوں کے مطابق ٹریننگ دے رہی، بیرون ملک جانے کا پورا مہنگا پراسیس اور اخراجات حکومت نے اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ پاکستان کو "آپریشن بنیان مرصوص" میں بہت بڑی فتح نصیب ہوئی، اپنے ملک کے وقار کو ہمیشہ اپنی نظروں کے سامنے رکھیں۔ طلباء کیساتھ گروپ فوٹو بھی بنوائی۔ وزیراعلیٰ نے کہا کہ پرواز کارڈ کے درخواست گزار نوجوان اتنے محنتی ہیں کہ صبح بورڈ کا پیپر ہوتا تھا اور یہ رات بھر محنت اور کام کرتے تھے۔ اللہ نے محنتی ہاتھ پھیلانے والا نہیں بلکہ دینے والا ہاتھ (برسرروزگار) بنایا ہے۔ بہت سے لوگ نوکری کے خواہش مند ہوتے ہیں لیکن ان کے پاس روزگار کے مواقع نہیں ہوتے۔ بیرون ملک جاکر نہ صرف روزگار کے بہترین مواقع ملیں گے بلکہ نیا ایکسپوژر بھی حاصل ہوگا۔ نوجوان بیرون ملک مشاہدہ کریں کہ جو قومیں ترقی کر گئیں ان میں اور ہم میں کیا فرق ہے۔ خلیجی ممالک میں پاکستانیوں کی بڑی تعداد جاتی ہے افسوس سب سے زیادہ شرح غیر ہنرمند افرادکی ہے۔ وزیراعلیٰ نے کہا کہ جب تک ہنرمند ورک فورس نہیں ہوگی، تب تک عالمی مارکیٹ میں کوئی مقام اور عزت نہیں ملے گی۔

"پرواز کارڈ" امیدواروں کی 100فیصد سلیکشن میرٹ پر ہوئی، باہر جاکر پاکستان کو بھولنا نہیں: وزیراعلیٰ مریم نواز

چشتیاں

دانش گرلز اسکول چشتیاں کی طالبہ ہادیہ نور نے پینٹنگ کے عالمی مقابلہ میں کامیابی حاصل کرکے پاکستان اور اسکول کا نام روشن کردیا۔ تفصیلات کے مطابق پورے پاکستان سے موصول ہونے والی 150 سے زائد پینٹنگز کے مابین ایک سخت مقابلہ ہوا، جس میں سے کلاس ہفتم کی طالبہ ہادیہ نور کی شاہکار پینٹنگ کا انتخاب ان 12 بہترین انٹریز میں کیا گیا جنہوں نے نقد انعامات (کیش پرائز) اور میڈل اپنے نام کیے۔ بعد ازاں ہادیہ نور پاکستان بھر کے ان 4 شارٹ لسٹڈ بچوں میں شامل ہو گئی جن کی پینٹنگز جاپان کے شہر ایچی ناگویا (Aichi-Nagoya) میں منعقد ہونے والی "ایشین گیمز 2026" کی بین الاقوامی نمائش (فن ِ ان کمپٹیشن) کے لیے منتخب کی گئی ہیں۔ یہ پینٹنگز "میگا آن لائن ایشیا" کے تحت جاپان میں ڈسپلے کی جائیں گی، جو اسکول کے اعلیٰ معیارِ تعلیم اور اساتذہ کی مخلصانہ تربیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ دانش اسکول گرلز چشتیاں کی ہونہار اور باصلاحیت طالبہ ہادیہ نور نے یہ نمایاں کامیابی اپنی آرٹ ٹیچر مس سعدیہ اصغر کی زیرِ سایہ اور بہترین رہنمائی میں حاصل کی۔ بین الاقوامی مقابلہ میں کامیابی کے موقع پر دانش اسکول چشتیاں کی پرنسپل محترمہ راشدہ عزیز اور تمام اساتذہ کی جانب سے طالبہ ہادیہ نور، ان کے والدین اور خاص طور پر ان کی مینٹور مس سعدیہ اصغر کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کی گئی جن کی انتھک محنت کی بدولت ہادیہ نے یہ عالمی مقام حاصل کیا۔ اسکول انتظامیہ کا کہنا ہے کہ انہیں اپنی اس بیٹی پر ناز ہے اور وہ دعا گو ہیں کہ دانش اسکول چشتیاں اسی طرح دنیا کے ہر ہم نصابی مقابلوں میں کامیابی کے جھنڈے گاڑتا رہے۔

دانش گرلز اسکول چشتیاں کی طالبہ ہادیہ نور نے پینٹنگ کا عالمی مقابلہ جیت لیا